احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

11- شوال 1417ھ
19- تبلیغ 1376ھش
19- فروری 1997ء

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نمبر
(20- فروری کے حوالے سے)
جلد 47-82 نمبر 38
بدھ

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے بارے میں خدائی خبر

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی......

سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے...... سو بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ اس دنیا میں آئے گا اور اپنے...... نفس اور روح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا......

وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)

دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند
گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء......

جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گے۔ تب وہ اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا"۔

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر۔ آغا سیف اللہ۔ پرنٹر۔ قاضی منیر احمد مطبع۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت۔ دار النصر غربی۔ ربوہ	قیمت 6 روپے 25 پیسے

19- تبلیغ 1376 ھش — 19 - فروری 1997ء

دعا اور نشان نمائی

خدا تعالیٰ کے وجود کو رسمی طور پر ماننا اور بات ہے اور اس کی صفات کے ذریعے اسے محسوس کرتے ہوئے ماننا بالکل اور بات ہے۔ جہاں تک رسمی طور پر ماننے کا سوال ہے وہ تو دنیا کا بیشتر حصہ اسے مانتا ہی ہے لیکن کتنے لوگ ایسے ہیں جو حقیقی طور پر اس کو مانتے ہوئے اسی کے ہو رہتے ہیں۔ اس سے دعائیں اس یقین کے ساتھ کرتے ہیں کہ وہ قبول کرتا ہے۔ اپنی حاجات اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ حاجت براری اسی سے ہو گی۔ ایسے لوگ کم کم ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود میں ایمان لانا دراصل اس کی صفات میں ایمان لانا ہے۔ آخر خدا تعالیٰ کوئی ایسا وجود تو نہیں کہ کرتا کچھ بھی نہ ہو اور ہم محض یہ کہتے رہیں کہ وہ موجود ہے۔ اس نے اس دنیا کی تخلیق کی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ سب جہانوں کی تخلیق کی ہے اور تخلیق کر کے ایک طرف ہو کے نہیں بیٹھ گیا۔ ہر لمحے اور ہر قدم پر وہ اس دنیا کا خیال رکھتا ہے۔ اسے چلاتا ہے اور دیکھنے والوں کو صاف نظر آتا ہے کہ یہ کام خدا تعالیٰ کر رہا ہے۔ جب تک یہ احساس نہ ہو کہ وہ اپنی زندہ صفات کے ساتھ اس دنیا کو متاثر کرتا ہے اس وقت تک ایمان کو صرف رسمی کہا جا سکتا ہے۔ ایک ذریعہ اس کی صفات پر ایمان لانے کا یہ ہے کہ ہم اس سے مانگیں اور وہ ہمیں دے۔ اور یہ نہایت یقینی ذریعہ ہے جب ہم کسی سے کچھ مانگتے ہیں اور ہمیں جواب ہی نہیں ملتا اور جو کچھ مانگتے ہیں وہ بھی نہیں ملتا۔ تو ہم کس طرح یقین کر سکتے ہیں جس سے ہم نے کچھ مانگا ہے وہ موجود ہے۔ لیکن اگر ہم ہاتھ پھیلائیں اور ہمارے ہاتھوں میں کچھ نہ کچھ دے دیا جائے ہم جھولی پھیلائیں اور جھولی میں کچھ نہ کچھ گرنے لگے ایسا ہو تو یقیناً یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ کوئی دوسرا وجود موجود ہے جو یہ سب کچھ کر رہا ہے۔

پس خدا تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی صفات پر یقین رکھنا اس کے لئے دعا ایک بہت اچھا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ذریعہ بھی ہے۔ اور وہ ہے اس کے اپنے کام اس کی اپنی نشان نمائی۔ وہ خود کہتا ہے میں یہ کروں گا میں وہ کروں گا۔ میں یہ نہیں ہونے دوں گا میں وہ نہیں ہونے دوں گا۔ اور جب وہ یہ کہتا ہے تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اس کی مخالفت نہیں کر سکتیں۔ وہ جو کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ اور جس طرح کرنا چاہتا ہے اسی طرح ہو کر رہتا ہے۔ جس چیز کو وہ روک دیتا ہے وہ ہو نہیں سکتی دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ ساری دنیا مل کر زور لگائے کہ جو اس نے کہا ہے وہ نہ ہو تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ بات بھی اس کے وجود پر ایمان لانے اور اس کی صفات میں یقین پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے اور ہمیشہ سے دیگر باتوں کے علاوہ یہ دو باتیں یعنی دعا کی قبولیت اور خدا تعالیٰ کی نشان نمائی خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کا سب سے موثر طریق ہے۔ اور ایسا کوئی زمانہ نہ ہوا ہے نہ کبھی ہو گا جب یہ دونوں باتیں انسانوں کے سامنے نہ آتی ہوں۔ انسان اپنی ضروریات کے مطابق دعا کرتا ہے چاہے اسے کچھ چاہئے۔ چاہے وہ کسی بات سے بچنا چاہے۔ اور جب یہ دعا قبول ہوتی ہے تو اس کے دل میں یقین پیدا ہونے لگتا ہے کہ جسے میں نے خدا مانا ہے وہ واقعی خدا ہے اور تمام قدرتوں والا خدا ہے۔ روز ازل سے لوگ دعائیں کرتے رہے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہوتی رہی ہیں۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کے موقعے پیدا ہوتے رہے۔ لوگ آج بھی دعائیں کرتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ بلکہ اب تو ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ مجھ سے بات کرو میں اس کا جواب دوں گا پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان اس سے مانگے اور اسے مل بھی جائے لیکن وہ خدا تعالیٰ پر ایمان نہ لائے یا اس کے دل میں اس کے وجود کا یقین پیدا نہ ہو۔

اسی طرح نشان نمائی کے ذریعے بھی روز ازل سے خدا تعالیٰ اپنے وجود کو منواتا آیا ہے۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا بلکہ حقیقی معنوں میں دیکھنے والی آنکھ تو کہہ سکتی ہے کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا جب خدا تعالیٰ نے نشان نمائی نہ کی ہو۔ اپنے بندے کو دنیا میں بھیجتا ہے اس سے وعدہ کرتا ہے حالات کچھ بھی ہوں میں تیری مدد کروں گا۔ اور وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ دنیا اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کی مدد اسے کامیاب بنا دیتی ہے۔ ہمارے سامنے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی مثال موجود ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی نشان نمائی اور انسان کی راہنمائی کے لئے یہ لوگ بھیجے۔ ان کی مخالفت ہوئی۔ لوگوں نے انہیں تباہ و برباد کرنا چاہا۔ لوگوں نے بڑے زور شور سے کہا کہ ہم اس آواز کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔ لیکن ہوا کیا۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ خدا کے بندے جو مقاصد لے کر اٹھے تھے ان میں کامیاب ہوئے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشان نمائی کا مظاہرہ تھا۔ اور انبیاء ہی کی کیا بات ہے۔ ان کے علاوہ اور کروڑوں کروڑ ایسے لوگ ہیں جن کے ذریعے کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ نشان نمائی کرتا ہے۔ اور یہ نشان نمائی لوگوں کے دل میں اس طرح گھر کر جاتی ہے کہ وہ نہ صرف خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لاتے ہیں بلکہ اس کی جملہ قدرتوں پر ان کا یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے کہا ہے دیکھنے والی آنکھوں کے لئے نشان نمائی ہمیشہ ہوتی رہی ہے۔ پہلے بھی، آج بھی، اور آج کے بعد بھی۔ کوئی وقت ایسا نہیں آیا جب خدا تعالیٰ کے وجود کو ماننے اور اس پر یقین کرنے کے مواقع لوگوں کو عطا نہ کئے گئے ہوں۔ پہلے بھی ایسا ہوا۔ اب بھی ایسا ہو رہا ہے۔ آئندہ بھی ایسا ہوتا رہے گا۔

پس ہمیں آنکھیں کھول کر دیکھتے رہنے کی ضرورت ہے کہ کہاں کہاں اور کس کس طرح خدا تعالیٰ نشان نمائی کرتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا ہر لمحہ اور ہمارا ہر قدم ہمیں اسی راستے پر لے جائے گا۔ مختلف شانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ ظہور کرتا ہے۔ کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی آنکھیں کھول کر رکھیں۔ اپنے دل کا دروازہ کھلا رکھیں۔ اور دیکھیں کہ کیا کیا نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم اس کی نشان نمائی کے مظاہر کو کھلی آنکھوں سے دیکھیں اور ان پر یقین کریں۔

اعلان تعطیل

مورخہ 20۔ فروری کو دفتر الفضل میں تعطیل ہو گی لہٰذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔
(مینیجر)

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

الفضل فضل عمر نمبر 26 مارچ 1966ء

سیرۃ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی سیرت عالیہ پر روشنی ڈالنا اور صحیح معنوں میں کچھ کہنا میرے بس کی بات نہیں۔ جو کچھ بھی کہنے کی کوشش کروں گی وہ اس کا عشیر عشیر بھی نہیں ہو سکتا۔ میری اس حالت میں یہ کوشش صرف اور صرف ایک بزرگ کی حسین خواہش کا احترام ہے۔

قبولیت دعا کی چند مثالیں

حضرت امام جماعت الثانی کے مستجاب الدعوات کے صحیح معنی مجھے معلوم نہ تھے۔ اس کے صحیح معنی مجھے اس وقت معلوم ہوئے جب مستجاب الدعوات کا منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سنا۔ اس کی چند مثالیں عرض کرتی ہوں۔

پارٹیشن سے پہلے کے تمام حالات سب جانتے ہیں کہ وہ کیسا خطرناک دور تھا اور کن حالات سے ہمیں دوچار ہونا پڑا؟ حضرت صاحب ان دنوں شدید پریشانی کے عالم میں تھے۔ آپ کو دنیا کے مال و متاع کا غم نہ تھا۔ بیوی بچوں کی پریشانی نہ تھی غم تھا تو یہی کہ "بٹوارا" کہیں اعلائے دین حق میں روک نہ بن جائے' دین کی راہیں مسدود نہ ہو جائیں۔ گو کہ آپ کو یہ خوب علم تھا کہ جس راستہ پر آپ گامزن ہیں وہ راستہ خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ لیکن آزمائشیں تو آتی رہتی ہیں۔ آپ دن رات دعاؤں میں لگے رہتے۔ بسا اوقات میں نے آپ کو گھنٹوں سجدہ ریز سسکیوں کی حالت میں دیکھا۔ آپ کو ان حالات کے متعلق بشارات بھی ملتی رہیں لیکن پھر بھی کرب اور فکر کی کیفیت ضرور تھی۔

صحت کے زمانہ میں آپ کا معمول تھا کہ تمام وقت دفتر میں تنہا اپنے کام میں مصروف رہتے۔ رات کو یا پھر کھانے کے اوقات میں گھروں میں آتے۔

پارٹیشن کے پریشانی کے دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک دن عصر کے وقت آپ میرے پاس آئے۔ آپ کی آنکھیں سرخ اور متورم تھیں۔ آواز میں رقت تھی۔ مگر اس پر پورا ضبط کئے ہوئے تھے۔ مجھے فرمانے لگے۔

صبح عید ہے میں شائد آپ لوگوں کو "عید" دینی بھول جاؤں۔ کام کی مصروفیت غیر معمولی ہے۔ اور مجھے موجودہ حالات کے متعلق شدید گھبراہٹ ہے۔ گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری دعا کو سنا ہے (-) میں سجدہ کی حالت میں تھا جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی ہے۔ اور مجھے اس پر پورا ایمان ہے۔ لیکن پھر بھی دعا کی سخت ضرورت ہے۔ تم بھی درد سے دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ (دعوت الی اللہ) کے راستے ہمیشہ کھلے رکھے۔"

میں نے آپ کو ملنے والی یہ بشارت نوٹ کر لی۔ اور اس کے پورا ہونے کی منتظر رہنے لگی۔ آج سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ دعا اور پھر اس کا جواب جس میں بشارت تھی کس خوبی اور کس خوبصورتی سے پورا ہوا کس طرح قادیان سے نکلنے کے بعد' پھر یہ ساری جمیعت ایک جھنڈے تلے جمع ہوئی اور پھر کس شان و شوکت سے دین کی آواز چار دانگ عالم میں پہنچی۔ کس طرح زیادہ سے زیادہ حق کی تڑپ و جستجو رکھنے والے احمدیت کے اس دوسرے مرکز میں جوق در جوق پہنچے۔

ایک اور واقعہ زمانہ قریب کا ہے جو اس مستجاب الدعوات کے شان نزول کا شاہد ہے۔ پارٹیشن کے بعد خاص مشکلات کا سامنا رہا۔ محض اور محض احمدیت کی دشمنی کی بناء پر جب عزیز محترم میاں ناصر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ الثالث) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو قید کر لیا گیا آپ کا پریشان ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اس لحاظ سے ضرور مطمئن تھے کہ میرا بیٹا اور بھائی محض اس جرم میں ماخوذ ہیں کہ وہ حضرت بانی سلسلہ پر ایمان رکھتے ہیں۔

گرمیوں کے دن تھے اور پھر ربوہ کی گرمی عشاء کے وقت ہم حسب معمول صحن میں تھے۔ باوجود اوپر کی منزل میں ہونے کے گرمی کی شدت کم نہ تھی۔ رات کا کھانا ہم اکٹھے کھا رہے تھے۔ اس دوران آپ نے گرمی کی شدت اور اس سے بے چینی کا اظہار فرمایا میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔ "پتہ نہیں ناصر (امام جماعت الثالث) اور میاں صاحب (حضرت مرزا شریف احمد صاحب) کا اس گرمی میں کیا حال ہو گا؟ خدا معلوم انہیں وہاں (جیل میں) کوئی سہولت بھی میسر ہے یا نہیں۔ آپ نے جواباً فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے وہ صرف اس جرم پر ماخوذ ہیں کہ ان کا کوئی جرم نہیں۔ اس لئے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین و ایمان ہے کہ وہ جلد ہی ان پر فضل کرے گا۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور آپ عشاء کی عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ گریہ و زاری کا وہ منظر میں بھول نہیں سکتی۔ میں اس کیفیت کو قلمبند نہیں کر سکتی۔ جو اس وقت میری آنکھوں نے دیکھا۔ اس گریہ میں تڑپ اور بے قراری بھی تھی۔ اس میں ایمان و یقین کامل کا بھی مظاہرہ تھا۔ اس میں ناز اور ناز برداری کی سی کیفیات بھی تھیں۔ یہی منظر پھر میں نے تہجد کے وقت دیکھا۔ اس وقت حضرت صاحب دعائیں بلند آواز سے نہایت عجز اور رقت کے ساتھ مانگ رہے تھے۔ مجھے یوں لگتا تھا کہ ساری فضا معمور رہے اور آپ کے اس درد و کرب میں ڈوبے ہوئے نالہ و شیون نے مجھ میں ایک ایسا ایمان اور یقین پیدا کر دیا۔ کہ میں برملا کہنے لگی کہ یہ دعا رائیگاں نہیں جائے گی۔ ضرور ہی دن چڑھتے چڑھتے اللہ تعالیٰ خوشخبری منائے گا۔ آپ کی یہ دعا رات کے سکوت میں اس قدر بلند تھی کہ میں سمجھتی تھی کہ یہ آواز ہمارے اردگرد بچوں کے گھروں تک ضرور پہنچتی ہو گی۔

چنانچہ جب دن چڑھا اور ڈاک کا وقت ہوا تو پہلا تار جو ملا وہ یہ خوشخبری لیتے ہوئے تھا کہ حضرت میاں صاحب اور عزیز محترم میاں ناصر احمد صاحب (امام جماعت الثالث) رہا ہو چکے ہیں۔

کتنی جلدی میرے خدا نے مجھے قبولیت دعا کا معجزہ دکھایا۔ نادان اپنا یہ حربہ استعمال کر کے خوش تھا کہ وہ آپ کی عزت پر اس طور سے حرف گیر تو ہوا۔ لیکن منصور نے
ار پر چڑھ کر وہ رتبہ پایا کہ دشمن ہمیشہ کے لئے غائب و خاسر ہو کر رہ گیا۔

حضرت صاحب کا پہلا خط

حضرت صاحب کا پہلا خط جو آپ نے نکاح کے بعد مجھے لکھا وہ مختلف پند و نصائح پر مشتمل تھا۔ اس میں جو پہلی نصیحت آپ نے فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ:۔

"سپاہیوں کی بیویاں سادہ ہوا کرتی ہیں۔ تمہارے اماں ابا اپنی محبت شفقت سے مجبور ہو کہ اگر تمہارے رخصتانہ کی تیاری میں غیر معمولی اسراف کریں اور جہیز وغیرہ کی تیاری میں اس حد تک بڑھیں کہ وہ زیر بار ہو جائیں تو تم ان کو ایسا نہ کرنے دینا۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم صفائی سے اس جہیز کو ہاتھ لگانے سے انکار کر دینا۔ سوائے اس کے کہ جو سہولت سے گھر میں میسر آئے مجھے یہ خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ میری وجہ سے اہمیت دیتے ہوئے وہ رخصتانہ کی تیاری کو اپنے لئے پریشانی کا موجب بنا لیں۔ اس لئے تم اس کا خیال رکھنا یہ خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔"

مگر آج موجودہ دور میں ہمیں کہیں کہیں اس کے خلاف مثالیں نظر آنے لگتی ہیں جن کا سدباب ضروری ہے۔

عبادت کا احترام

ایک دفعہ حضرت صاحب ہم لوگوں کو راجپورہ (قادیان) پکنک کے لئے لے گئے۔ دریا۔ سبز کھیتوں اور شکار وغیرہ سے ہم لوگ خوب محظوظ ہوئے خود ساتھ لے جا کر شکار کا نشانہ لگانا سکھاتے رہے۔ جتنی دیر ہم پکنک کے لئے ٹھہرے آپ نے نہ صرف اپنے گھر والوں کا ہی خیال رکھا بلکہ کام کرنے والوں کا اس حد تک خیال کرتے رہے۔ کہ اپنے ہاتھ سے کھانے پینے کی اشیاء اٹھا اٹھا کر ان لوگوں کو دیتے۔ اور ہمیں ساتھ ساتھ نصیحت فرماتے۔ کہ ان کام کرنے والوں کا خاص خیال رکھا کرو۔ اور انہیں پوری طرح آزادی دو کہ یہ لوگ بھی پکنک ہماری طرح "اینجوائے" کریں۔

جب بوٹنگ شکار اور نشانہ بازی سے فارغ ہوئے تو عبادت کا وقت تھا۔ آپ عبادت پڑھانے مردوں کے ساتھ ہم سے ذرا دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ چونکہ پردے کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا اس لئے ہم لوگ سبز کھیتوں کی اوٹ میں ہو کر الگ عبادت پڑھنے لگے۔ جب ہم عبادت سے فارغ ہوئے تو ہمیں اس بات کا خیال ہی نہ رہا کہ ابھی مرد عبادت پڑھ رہے ہیں...... اور دوسرے یہ بات بھی تھی کہ ہمارا اور مردوں کا فاصلہ بھی تھا۔ ہم میں سے کوئی کسی بات پر ہنسا اور ہنسی کی آواز آپ تک پہنچ گئی۔ عبادت سے فراغت کے بعد آپ تشریف لائے۔ اور آپ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار اس حد تک کیا کہ کم از کم دو گھنٹے تک آپ ہم لوگوں سے ریزرو رہے۔ جب آپ کی ناراضگی کی کیفیت دور ہوئی۔ تو میں نے کہا۔ اب کم از کم میں پکنک کے لئے پھر نہیں آؤں گی۔ اگر تمام دن کی تفریح کے بعد اس طرح کی بدمزگی انجام میں ہو تو پھر کیا فائدہ؟ خواہ مخواہ آپ کو تکلیف ہوئی۔ اس پر آپ ہنس پڑے اور فرمانے لگے۔ تم بیسیوں دفعہ میرے ساتھ پکنک پر آؤ گے۔ اور میں بیسیوں دفعہ تم لوگوں کو سیر و تفریح کے لئے لے کر جاؤں گا۔ مگر جہاں عبادت کا سوال ہو گا وہاں عبادت کا احترام مقدم۔ جہاں دین اور سلسلے کا سوال ہو گا وہاں پوری سنجیدگی اور اس کا احترام سب سے افضل اور اس کے لئے حمیت اور اہمیت تمام باتوں پر سبقت لے جائے گی۔ اس قسم کی کوتاہیاں میرے لئے حقیقت میں ناقابل برداشت ہیں۔

تحریک جدید کے ماتحت ایک کھانا کھانے کا التزام

ڈلہوزی کا واقعہ ہے کہ آپ میز پر کھانا کھانے کے لئے تشریف لائے۔ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتی ہوں کہ آپ خاموشی سے بغیر کھانا کھائے اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ میں کچھ نہ سمجھ سکی کہ آپ کی ناراضگی کی وجہ کیا ہے؟ سب حیران تھے کہ اب پھر تمام دن فاقہ میں رہیں گے۔ اور کام کی اس قدر بھرمار ہے کہیں آپ کو ضعف نہ ہو جائے۔ آخر میرے پوچھنے پر حضرت بڑی آپا جان (امی جان) نے بتایا کہ حضرت صاحب نے اپنے کمرہ میں جا کر چٹ بھجوائی ہے کہ میں نے تحریک جدید کے ماتحت روکا ہوا ہے کہ میز پر صرف ایک ڈش ہوا کرے۔ آج میں نے ایک کی بجائے تین ڈش دیکھے ہیں۔ ایسا کیوں ہے میں کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا۔

دراصل بات یہ تھی کہ ہم لوگ اس تحریک کے بعد ایک ہی ڈش دستر خوان پر رکھا کرتے تھے۔ لیکن بعض اوقات وہ ڈش حسب پسند نہ ہوتا کبھی نمک مرچ وغیرہ میں یا پکنے میں کمی بیشی رہ جاتی۔ تو ہم لوگ صرف اس خیال سے احتیاطاً ایک کی بجائے دو ڈش حضرت صاحب کے لئے کر لیتے کہ اگر ایک چیز ناپسند ہوئی تو دوسری سامنے رکھ دیں گے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ کچھ نہ کچھ کھا لیں۔ یہ نہ ہو کہ ایک ڈش ناپسند ہونے پر کھانا ہی چھوڑ دیں۔ آپ اس میر اتنے سخت گیر تھے کہ اپنے لئے ہمیں دوسرے کھانے کی اجازت نہ دی۔ بعد میں حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ ہمیں مجبوراً ایک سے زیادہ ڈش کرنے پڑتے۔ کیونکہ حضرت صاحب کی طبیعت دن بدن کمزور ہوتی چلی گئی آپ کے لئے پرہیزی کھانا ہوا کرتا اور وہ لازماً ایک سے زیادہ ڈشز پر ہوتا۔

ملازمین کے ساتھ آپ کا سلوک

ڈلہوزی ہی کی بات ہے کہ حضرت صاحب نے اپنے کام کے لئے ایک لڑکا رکھا ہوا تھا جس کا کام یہ تھا کہ وہ باہر کے پیغامات ڈاک وغیرہ لا کر آپ

کو دیتا۔ اور پھر آپ کے کمرہ کے باہر بیٹھ جاتا۔ اس کے لئے حضرت صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ وہ لڑکا پڑھے۔ اس کی اچھی تربیت ہو۔ ہم لوگوں کو ہدایت تھی کہ تم لوگ قاعدہ اسے شروع کراؤ۔ عبادت سکھاؤ۔ جب یہ کلام الٰہی ختم کرلے تو اسے سکول کی باقاعدہ تعلیم دی جائے گی مگر وہ لڑکا کچھ عجیب فطرت کا مالک تھا۔ نہ پیار و نرمی اسے متاثر کرتی نہ سختی۔ روزانہ باہر سے اس کی کوئی نہ کوئی شکایت آتی۔ باہر کے عملہ کو ستانا۔ غلط بیانی کرنا پڑھنے کی طرف بالکل توجہ نہ کرنا وغیرہ۔ کافی لمبے عرصہ تک اس کا یہی وطیرہ رہا۔ حضرت صاحب اس کی تمام شکایات سنتے۔ اور یہی فرماتے یہ لوگ بے وطن ہیں اور غریب ہیں۔ راہ راست پر آجائے گا۔

ایک دن اس لڑکے نے انتہا کردی۔ باہر کے عملہ میں سے ایک معقول اور معمر شخص کی گستاخی کی۔ اور پھر جھوٹ اور دھوکے سے کام لیا۔ حضرت صاحب یہ بات ازحد ناگوار تھی کہ کوئی اپنے سے بڑی عمر والے کے سامنے بدتمیزی اور بدتہذیبی کا مظاہرہ کرے اور پھر جھوٹ اور غلط بیانی ناقابل برداشت تھی۔ اس لڑکے کے متعلق جو آپ نے اس کی اس قدر شکایات کے باوجود خاموشی اختیار کئے رکھی وہ صرف ایک رحم لئے ہوئے تھی کہ وہ غریب ہے اور پھر اپنا وطن چھوڑ کر حالات کی مجبوری کی وجہ سے آیا ہے۔ تیسرے آپ دل سے چاہتے تھے کہ اچھی تعلیم و تربیت سے اس کی بھلائی ہو جائے۔

آخر آپ نے اسے بلا کر باہر کی شکایت کی تحقیق کی۔ اس کی غلطی ثابت ہوئی۔ اس وقت آپ کا غصہ انتہائی عروج پر تھا آپ نے اسے دو چھڑیاں لگائیں اور توبہ کروائی۔ دو چھڑیاں کھانے کے بعد وہ لڑکا ایسا سیدھا ہوا کہ پھر اس سے کوئی شکایت نہ ہوئی۔ آج کل بفضلہ تعالیٰ خوشحالی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔

اس تمام عرصہ میں میں نے آپ کا یہ غصہ دیکھا۔ اور یہی ایک تادیبی مار جو صرف اور صرف دو چھڑیوں پر ہی منحصر تھی اس سے پہلے اور پھر اس کے بعد میں نے کبھی کسی خادم پر ہاتھ اٹھاتے ناراض ہوتے اس رنگ میں نہیں کبھی! کبھی! نہیں دیکھا۔

ہم لوگ باہم بیٹھے ایک دفعہ گھروں میں کام کرنے والوں کے متعلق معمولی قسم کا تبادل خیال کر رہے تھے۔ موضوع یہ تھا کہ یہ لوگ باوجود ہر چیز میسر ہونے کے دیانتداری سے کیوں کام نہیں لیتے؟ جبکہ ان کو تاکید کی ہوتی ہے۔ کہ اگر کسی چیز کی زائد ضرورت ہو تو تم لوگ کہہ کر لے لیا کرو وغیرہ۔ آپ دوسرے کمرہ میں کام کر رہے تھے۔ ہماری باتوں کی آواز ان کے کان میں پڑ گئی۔ آپ نے فرمایا۔

"کیا باتیں تم لوگ کر رہے ہو تم لوگوں کا یہ طریق ان کی اصلاح کا موجب نہیں ہو سکتا۔ یا تو ان کی اصلاح کی صحیح راہ اختیار کرو۔ اگر سمجھانے کے بعد بھی وہ ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں۔ تو تم ان کے متعلق اس طریق پر باتیں نہ کرو تم لوگ یہ کیوں نہیں سمجھتے۔ کہ آخر یہ لوگ (کام کرنے والے) اور ہم ایک ہی طرح کی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات انتہائی رحیم ہے۔ ان کا یہ حال کیوں؟ ان کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ گرمی سردی میں باورچی خانہ وغیرہ کی تپش کے سامنے ہوتے ہیں۔ تمہیں ان لوگوں کی اصلاح کرنی چاہئے مگر پیار و محبت اور نرمی سے اور دلداری سے نہ کہ یوں بیٹھ کر ان کے خلاف اس طریق پر باتیں کرنا! تمہارا یہ طریق بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے"

تادیب میں محبت و ہمدردی کا پہلو

کوئٹہ میں ایک دفعہ دفتر کے عملہ میں سے ایک شخص سے کوئی غلطی اس طرح ہوئی جو ان کی لاپرواہی پر دلالت کرتی تھی۔ اور کام کوئی اہم ہی تھا۔ حضرت صاحب ان سے بذات خود کھڑے باز پرس اور تحقیق فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کو غصے میں غالباً اسی قدر فرمایا اسی طرح کھڑے رہیں میں ایسے کوئی کام نہیں لوں گا۔ یہ کہہ کر حضرت صاحب خود اندر تشریف لے آئے اور آکر اپنے کام میں حسب معمول مصروف ہو گئے۔ آپ تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے مسلسل اسی طرح میز پر جھکے ہوئے کام کرتے رہے۔ اس دوران میں اچانک بارش آئی اور موسلادھار برسنے لگی مجھے کسی طرح سے پتہ چلا کہ عملے میں سے کوئی شخص جس پر کہ حضرت صاحب تھوڑی دیر ہوئی ناراض ہوئے وہ بارش میں کھڑے بھیگ رہے ہیں۔ مجھے اس خیال سے پریشانی ہوئی۔ لیکن دل میں یہ پورا یقین تھا کہ حضرت صاحب کا اس قسم کا قطعاً کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔ غصے میں سرسری بات کہی ہوگی اور پھر کام میں مصروف ہو جانے کے بعد آپ کو یاد بھی نہیں رہا ہوگا۔

میں بھاگی ہوئی حضرت صاحب کے پاس پہنچی۔ چائے کا وقت تھا۔ ایک تو خود آپ کو چائے بھی دینی تھی دوسرے اس وقت اس بھیگتے ہوئے شخص کے متعلق بھی مجھے کچھ کہنا تھا۔ میں نے آپ کی طرف چائے کی پیالی بڑھاتے ہوئے اس بھیگتے ہوئے شخص کے متعلق تفصیلی بات کردی۔ اور پھر جلدی سے دریافت کیا کہ کیا میں اسے جلدی سے چائے بھیج دوں؟ انہیں سردی لگ جائے گی اور کیا وہ اپنے کمرہ میں چلے جائیں؟ میری اتنی بات کا کہنا تھا کہ آپ گھبرا کر انا للہ کہتے ہوئے میز پر سے اٹھے۔ چائے کی پیالی وہیں رکھ دی اور فرمایا میرے اس طور پر ناراضگی کے اظہار کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ وہ اس طرح دروازہ پر کھڑے بارش میں بھیگتے رہیں۔ جلدی کرو انہیں کہو کہ وہ بھیگا لباس فوراً تبدیل کریں۔ چائے بھیجو۔ باہر کہو ان کے کمرہ کو گرم کرنے کا فوری انتظام کرو۔ وغیرہ۔

اب دیکھیں! آپ تربیت کرتے ہیں۔ تادیب کرتے ہیں مگر اس میں کس قدر پیار و محبت اور ہمدردی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ بالکل اس طرح جس طرح ایک باپ اپنی اولاد کی کرتا ہے۔ بلکہ ان معنوں میں آپ کا وجود ایک باپ سے بھی کہیں بڑھ کر تھا۔

کسی صاحب کو ان کی غلطی کی وجہ سے غالباً اخراج کا حکم تھا۔ انہوں نے تھوڑے عرصہ کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور بار بار معافی کی درخواستیں پوسٹل ڈاک سے آنے لگیں۔ میں نے ڈاک میں سے وہ خطوط آپ کو پیش کرکے کہا کہ سلسلہ کے معاملہ میں اگرچہ مجھے کچھ کہنے کا حق نہیں لیکن ان کی اس قدر منتیں اور بیقراری جس میں انہوں نے بار بار اپنی غلطی کا اعتراف کر رکھا ہے دیکھ کر میں آپ سے ان کی معافی کے لئے درخواست کر سکتی ہوں تاہم اس سے پہلے بھی ان کی درخواستیں آپ کی نظر سے گزر چکی تھیں آپ پہلے تو میری اس اپیل پر متبسم ہوئے پھر سنجیدہ ہو گئے اور فرمایا جب ہم اس قسم کی تادیبی کارروائی کسی کے لئے کرتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم اسے اپنے سے کاٹ دینا چاہتے ہیں اس دوران میں ایسے لوگ جن کے لئے مجبوراً یہ حکم صادر کرنا پڑتا ہے غرض یہی ہوتی ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے اور خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہ کرے۔ مجھے ان کے لئے یہ فیصلہ دیتے ہوئے روحانی اذیت ہوتی ہے اور میں اس دوران میں ان کی بھلائی اور اصلاح کے لئے

انسان کی پیدائش کی غرض

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

انسان کی پیدائش کی غرض اور اس کے دنیا میں بھیجنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی بندگی ہے۔ اس لئے انسانی زندگی کا مقصد بغیر اس کے پورا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت نہ ہو۔ مگر ہر ایک بات کی کوئی علامت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک مہمان ایک شخص کے ہاں آتا ہے۔ مہمان کا اکرام ہر ایک شریف آدمی کا مقصد ہونا چاہئے۔ جو شخص شرافت کا مادہ رکھتا اور (احکام دینیہ) سے تعلق رکھتا ہے اس کا فرض ہے جب اس کے یہاں مہمان آئے تو اس کا اعزاز و اکرام کرے۔

مگر اعزاز و اکرام دل سے تعلق رکھتا ہے جو کسی کا احترام کرتا ہے۔ اور دل ہی ہے جو عزت کرتا ہے۔ لیکن دل کی کیفیت ظاہر کرنے کے لئے ظاہری سامان ہوتے ہیں اگر کوئی شخص کسی کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ یا اس کے لئے غالیچہ بچھا دیتا ہے مگر دل میں چاہتا ہے کہ اس کو سخت نقصان پہنچائے تو اس کے یہ ظاہری نشان اس کے دل کی حالت کے خلاف ہوں گے اور یہ اس شخص کا اعزاز نہ ہوگا کیونکہ اعزاز و احترام دل سے ہوا کرتا ہے۔ تو یہ سچ ہے کہ دل ہی اعزاز و اکرام کرتا ہے مگر جب تک اس کے ساتھ ظاہری علامات نہ ہوں اعزاز و اکرام کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ محبت دل کی چیز ہے۔ بچے کو جو چیز ماں باپ کھانے پینے کو دیتے ہیں وہ محبت نہیں ہوتی دشمن اور غیر سے بھی انسان ایسا سلوک کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ لوگ نمود کے لئے بڑے بڑے چندہ دیتے ہیں۔ غریب خانے کھولتے ہیں۔ باوجود اس کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایسا شخص غربا سے محبت کرتا ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ خالی خولی محبت بھی نہیں ہوتی۔ جب تک اس کے ظاہری آثار نہ ہوں۔ گو ماں باپ بچہ کو جو کھانا دیتے ہیں اسے محبت نہیں کہہ سکتے لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ماں باپ کھانے پینے کو نہ دیں اور پھر یہ کہا جائے کہ وہ محبت کرتے ہیں۔ پس ماں باپ محبت کرتے ہیں اور بچہ کا خیال بھی رکھتے ہیں۔ گو کھانا دینا محبت نہیں۔ مگر یہ محبت کے آثار میں سے ضرور ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے بھی محبت کی علامتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو میں اس وقت بیان کرتا ہوں۔ قاعدہ ہے کہ جس سے محبت ہو انسان اس کے متعلقات سے محبت کرتا ہے۔ اور اس کی صفات کی نقل کرتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص روحانیت میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ صفات باری تعالیٰ کی نقل نہیں کرتا۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا سے محبت ہو اور اس کے صفات کو اپنے اندر جذب نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے جو صفت انسان سے خصوصیت سے تعلق رکھتی ہے وہ رب العالمین کی صفت ہے۔ خدا تعالیٰ رب ہے۔ ساری دنیا اس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ہندوستان کے باشندے اس کی مخلوق ہیں۔ افریقہ کے اس کی مخلوق ہیں۔ یورپ و امریکہ کے لوگ اس کی مخلوق ہیں۔ اس لئے خدا کی ساری مخلوق انسان کی نظر میں محبوب ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ باپ سے محبت اور اس کے بیٹے سے دشمنی یا باپ سے دشمنی اور بیٹے سے دوستی۔ کوئی محبت کا تعلق ایسا نہیں مل سکتا جس میں متعلقات کی محبت کو چھوڑ دیا گیا ہو۔ متعلقات کی محبت اصل کے ساتھ خود بخود آجاتی ہے دیکھو بادشاہ یا پریذیڈنٹ ہوتے ہیں بادشاہ کی ملکہ یا پریذیڈنٹ کی بیوی کو بادشاہ یا پریذیڈنٹ منتخب نہیں کیا جاتا لیکن کسی شخص کے بادشاہ مقرر ہونے یا پریذیڈنٹ تجویز ہونے کے ساتھ ہی اس کی بیوی بھی اس کی عزت میں شریک ہو جاتی ہے۔ جہاں بادشاہ اور پریذیڈنٹ جاتے ہیں اور ان کے استقبال ہوتے ہیں ان کی بیویوں کے بھی استقبال کئے جاتے ہیں۔ سارا ملک ان کی بیویوں کی بھی عزت کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ بادشاہ یا پریذیڈنٹ کی بیوی ہیں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ مگر اس کے بندوں سے محبت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نبیوں کی محبت تو لازمی کردی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ کے منتخب بندے ہیں۔ ورنہ موسیٰ بھی ایسے ہی آدمی تھے جیسے اور۔ ہارون و عیسیٰ اور محمد ﷺ کی اطاعت کیوں کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے تھے۔ اس لئے ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ گو وہ مخلوق تو خدا کی ہی ہوتے ہیں کہ سب اسی کی مخلوق ہے۔ لیکن باوجود مخلوق ہونے کے ان کا خدا سے تعلق نہیں ہوتا۔ ان کی اطاعت ضروری نہیں ہوتی۔ مگر ان سے سلوک کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(خطبہ فرمودہ یکم دسمبر 1922ء)

000

دعائیں بھی کرتا ہوں اور شدید خواہش ان کے لئے یہی ہوتی ہے کہ وہ حق سے روگردانی نہ کریں۔ پھراس کے بعد آپ نے باغ کی مثال دی کہ باغ کے ناقص پودوں کی پہلے نگہداشت کی جاتی ہے اگر وہ پودا پھر بھی درست نہ ہو تو پھر گلے سڑے پودے اکھیڑنے پڑتے ہیں۔ اس ڈر اور خیال کی وجہ سے کہ اس سے تندرست پودے اثر انداز ہوں گے۔ یہی حال جماعت کے افراد کا بھی ہے۔ اس بات کے کرنے کے دوران میں آپ کے چہرے کی رنگت کو بار بار متغیر ہوتے دیکھ رہی تھی آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آواز میں درد اور پیار کے دونوں پہلو نمایاں تھے۔ اور پھر تحقیق کے بعد آپ نے انہیں معاف فرمادیا۔

عزیزوں سے سلوک غالباً 44ء کا ہی ذکر ہے کہ آپ کو ڈلہوزی راشمی' میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی اچانک بیماری کی اطلاع ملی سلسلہ کے کاموں میں انتہائی طور پر مصروف ہوتے مجھ پر یہی اثر تھا (ابتداء میں) کہ آپ کو صرف اور صرف ایک لگن ہے تو اللہ تعالیٰ کی یا پھر دینی مصروفیتوں سے اس حد تک عشق ہے کہ اس کے سوا باقی کام سب کچھ ہیچ ہے لیکن جب حضرت میاں صاحب کی بیماری کی اطلاع آئی میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی کہ پھر اس خبر سے اس قدر بے قرار ہوئے جس طرح ایک ماں اپنے بچہ کی تکلیف پر بے چین ہوتی ہے۔ اس حد تک کہ پھر سوائے حضرت اماں جان کے اور کسی کو جاتے ہوئے مل نہ سکے۔ خود بخود ہی تمام گھر آپ کو الوداع کرنے دروازہ تک گیا۔ "راشمی" دو منزلی کوٹھی تھی۔ میں یہ سب منظر اوپر بیٹھی اپنے کمرہ کی کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔ باوجود چاہنے کے غیر معمولی حجاب اس بات کے مانع رہا کہ میں بھی جا کر حضرت صاحب کو الوداع کہوں۔ آپ تشریف لے گئے۔ قادیان پہنچتے ہی آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت میاں صاحب کی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ آپ نے تین دن وہاں قیام کیا (غالباً) آپ نے وہاں سے مجھے خط لکھا اس میں جہاں حضرت میاں صاحب کی بیماری اور پھر روبصحت ہونے کی اطلاع دی وہاں مجھ سے اس گھبراہٹ میں نہ مل کر جانے کا افسوس اور پھر میرے آپ کو تمام گھر کے ساتھ الوداع نہ کرنے کا شکوہ بھی کیا۔ اور پھر آخر میں یہ بھی لکھا کہ غالباً حجاب ہی مانع ہوگا۔

مجھے خط پڑھ کر تعجب ہوا کہ آپ کی نگاہیں کس قدر دوربین ہیں آپ سب کچھ کس قدر صحیح "سمجھے" ہیں آپ اپنے بہن بھائیوں عزیزوں کے لئے کس قدر خوبصورت محبت کرنے والا اور ہمدرد دل رکھتے ہیں۔ اور پھر بیوی ہونے کی حیثیت سے میری کس طرح دلداری کی؟ اور میری کوتاہی کا اظہار بھی کس خوبصورت طریق پر کیا اور کوتاہی کی وجہ بھی کتنی صحیح آپ نے سمجھی؟

غالباً سندھ کا سفر تھا۔ رات ہم لاہور ٹھہرے (محترم شیخ بشیر احمد صاحب کے ہاں) ایک بڑا کمرہ تھا جس میں ہم سب اکٹھے ٹھہرے اس سفر میں عزیزہ محترمہ ناصرہ بیگم ہمارے ساتھ تھیں (ہماری بڑی بیٹی) رات جب ہم سونے لگے تو حسب معمول روشنی گل کردی حضرت صاحب کو اور خود مجھے بھی رات اندھیرا کر کے سونے کی عادت ہے۔ ہم اس بات سے لاعلم تھے کہ ناصرہ بیگم رات سونے کے دوران روشنی ضرور رکھتی ہیں۔ تھوڑی دیر کی معمولی جھپکی لینے کے بعد اچانک ناصرہ بیگم کی زور سے آواز (جس میں شدید خوف و ہراس شامل تھا) ابا جان! ابا جان! آئی۔ آپ گھبرا کر چارپائی سے اٹھے اور کیا ہے بیٹے' کہتے ہوئے جلدی سے روشنی کی۔ آپ کے پوچھنے پر ناصرہ بیگم نے بتایا کہ اندھیرے میں وہ سو نہیں سکتیں اور اگر آنکھ لگ جائے تو وہ ڈر جایا کرتی ہیں۔ اس پر آپ نے تمام رات روشنی رکھی۔ خود تکلیف اٹھائی مگر بچے کی تکلیف گوارہ نہ تھی۔ ادھر ناصرہ بیگم نے بھی (میرا جہاں تک خیال ہے) حضرت صاحب کے احترام محبت کے آپ کی تکلیف کا خیال کر کے سونے سے پہلے اپنی اس عادت کا اظہار دانستہ نہ کیا۔ اتنی شدید محبت ہونے کے باوجود اپنے بچوں کی تربیت و اصلاح اور دینی معاملات میں کوتاہی کو بھی برداشت نہ کیا۔

ہومیو پیتھک سے دلچسپی ہومیو پیتھک سے کافی دلچسپی تھی بے شمار ادویہ سے الماریاں بھری رہتیں علاوہ اپنے تمام گھروں کی پبلک بھی ہر وقت بوقت ضرورت آپ سے مشورہ لیتی اور ادویہ لے کر جاتی۔ اب سب کا معمول یہ تھا کہ گرمی دیکھنی نہ سردی۔ دن دیکھنا نہ رات جب اور جس وقت کسی کو ضرورت پڑتی دوائی کے لئے لوگ چلے آتے۔ اس حد تک کہ لوگوں نے کبھی یہ نہ سوچا تھا کہ اس وقت آپ کے آرام کا وقت ہے یا سلسلہ کے کام میں مصروف ہوں گے یا یہ وقت کھانے کا ہے۔ بلالحاظ و امتیاز لوگ آتے تھے اور دوائیاں لے جاتے۔ بعض اوقات شدت کی گرمی میں رات بارہ بجے اور ایک بجے بھی ضرورت مند آجاتے۔ اس وقت اس گرمی میں اندر جا کر الماریوں میں سے دوائیاں نکالنا اور بنانا میرے نزدیک تو اک کار دارد تھا۔ اور میں بعض دفعہ اس خیال سے کہ آپ کو تکلیف ہوگی چڑ بھی جاتی۔ لیکن میں آپ کو دیکھتی کہ باوجود تکان کے باوجود طبیعت کی خرابی کے آپ اس ضرورت مند کے لئے فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور دوائی اپنے ہاتھ سے بنا کر دیتے۔ کھانا چھوڑ کر دوائی دینے کھڑے ہو جاتے۔ کئی دفعہ رات سوتے ہوئے بھی آپ کو اٹھنا پڑا۔ میں برا مان جاتی۔ لیکن آپ اسی طرح خندہ پیشانی سے اپنی نیند خراب کرتے اپنی بھوک خراب کرتے لیکن ضرورت مند کی یہ ضرورت اسی وقت پوری کرتے۔ اندر جذبہ جو کار فرما تھا وہ یہی کہ پوری انسانیت کی ہمدردی بھلائی تھی۔ آپ نے روحانی علاج اور جسمانی دونوں ساتھ ساتھ کئے۔ دوائی دینے کے بعد پھر آپ ایسے بیماروں کے متعلق استفسار فرماتے کہ فلاں دوائی استعمال کرنے کے بعد اب فلاں مریض کی طبیعت کیسی ہے؟

ایک مریضہ جس کے جسم پر عام پھنسیاں تھیں اور اس کا کہنا تھا کہ بے شمار علاج کروائے ہیں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے غالباً صرف ایک ہفتہ ہی اس کا علاج کیا جس سے اسے خدا کے فضل سے شفا ہو گئی۔ ایک دوسرا مریض جسے گردے کی پتھری کی شدید تکلیف تھی اور ڈاکٹر کے مسلسل علاج کے باوجود اس مریض کی طبیعت دن بدن دگرگوں ہوتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اسے آخری علاج اپریشن تجویز کیا۔ وہ مریض آپ کے پاس آیا۔ دوائی اور دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے دوائی بھی دی کچھ لازمی پرہیز بتائے اور دعا بھی آپ فرماتے رہے۔ بفضلہ تعالیٰ وہ مریض صرف ایک ماہ کے علاج سے تندرست ہو گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ پوری صحت میں ہے۔ آپ ہمیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ اپنے اندر خدمت خلق اور بھلائی کا جذبہ صحیح رنگ میں پیدا کرو گے تو پھر تمہیں سردی اور گرمی آرام و راحت کا احساس بھی مٹ جائے گا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

ایک شدید مخالف سلسلہ سے حسن سلوک ایک مشہور صاحب جنہوں نے آپ کی مخالفت میں اپنی تمام عمر ختم کی۔ اپنی تقریر و تحریر میں جس طرح بھی بن پڑا انہوں نے مخالفت اور دشمنی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دیا۔ ایک دفعہ ہم مری سیزن گزارنے گئے ہوئے تھے ان دنوں اتفاقاً وہ صاحب بھی مری میں صاحب فراش تھے ایک تو عمر کا تقاضا تھا۔ دوسرے عوارض بھی سخت تھے۔ جونہی آپ نے ان کی اس حالت کے متعلق سنا آپ نے فوراً حضرت ڈاکٹر صاحب کو اس کی بیمار پرسی کے لئے بھجوا دیا اور ان کے لئے پرہیزی کھانے تک بھجوائے اور پھر ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ آپ بھی اگر وہ پسند کریں تو ان کے لئے کوئی حسب حال دوائی تجویز کر دیں۔ اور بار بار آپ ان کی کسمپرسی پر تاسف فرماتے تھے۔

اہل خانہ سے سلوک "ڈلہوزی" برف باری کے بعد ہم لوگ حضرت صاحب کی معیت میں ذرا تفریح کے لئے باہر نکلے۔ میں نے آپ سے کہا چلیں برف میں دوڑ لگاتے ہیں۔ دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ چنانچہ ہم تینوں نے (حضرت صاحب خاکسار اور چھوٹی آپا) دوڑ لگائیں۔ میں سب سے آگے نکل گئی۔ میرے بعد آپ کا نمبر تھا۔ خوب ہنسے اور محظوظ ہوئے۔ پارٹیشن' کے بعد ہم سندھ کے سفر پر گئے۔ ایک دن سیر کے لئے باغ (ناصر آباد) میں جا رہے تھے وہ باغ خاصا بڑا ہے۔ اور باپردہ ہے۔ چہل قدمی کے دوران میں نے آپ سے کہا کہ چلیں گھاس پر دوڑ لگائیں۔ آپ مسکرائے اور پھر میرے ساتھ دوڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اب جو ہم دونوں نے دوڑ لگائی تو میں آپ سے چار پانچ گز پیچھے رہ گئی۔ آپ کھلکھلا کر ہنسے اور فرمایا کہ لو بھئی! بددل ہونے کی کوئی بات نہیں یہ "ڈلہوزی" برف کی دوڑ کا بدلہ ہے۔ جب تم جیت گئی تھیں آج ہم جیتے۔ اور گھر پہنچ کر سب کو بتایا کہ آج یہ دوڑ میں ہار گئیں۔

میرے گلے کا اپریشن تھا۔ آپ کو غیر معمولی گھبراہٹ تھی۔ لاہور جانے سے پہلے آپ نے میرے گھر میں تین بکرے صدقہ ذبح کروائے۔ مجھے حیرت تھی کہ آخر اس قدر معمولی اپریشن پر آپ اتنے پریشان کیوں ہیں۔ میرے ابا جان کو دعا کے لئے لکھا اور تار دے کر بلوایا۔ میں نے ہنستے ہوئے آپ سے کہا کہ اس قدر معمولی اپریشن پر پریشانی کی وجہ تو مجھے کوئی بظاہر نظر نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا تم سمجھ نہیں سکتیں کہ یہ وہی دن ہیں۔ جن میں ام طاہر (حضرت پھوپھی جان) کا اپریشن ہوا تھا۔ اور وہی ہاسپٹل ہے۔ گو دعا اور صدقات کے بعد تسکین ہے۔ لیکن وقتی پریشانی ضرور ہے۔ آپ اس وقت تک لاہور میں ٹھہرے رہے۔ جب تک میں ہاسپٹل رہی ہاسپٹل میں میرے پاس آتے رہے۔ میری صحت ہونے پر سندھ کے دورے کا پروگرام تھا' سندھ کا تمام سفر چونکہ ریگستان ہی ہے۔ راستے میں مٹی گرد و غبار کے خیال سے مجھے ایر کنڈیشن میں لے کر گئے۔ آگے اسٹیشن سے گھر تک پھر بیل گاڑیوں میں جانا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ نے "ایر کنڈیشن" اس لئے کروایا تھا کہ میرے گلے کے اپریشن پر مٹی گرد اثر انداز نہ ہو لیکن آج تو تمام راستہ مٹی ریت ہی ہوگی۔ فرمایا میں ابھی اس کا انتظام کرتا ہوں۔ بیل گاڑیوں پر تمام کپڑے وغیرہ بندھے تھے اور چھتوں پر بھی دبیز چادریں تھیں۔ آپ نے اپنی جیب سے رومال نکالا وہ بھگو کر مجھے دیا کہ ناک پر رکھ لو۔ پھر اس کے بعد ایک تولیا بھگو کر دیا کہ ساتھ ساتھ مٹی صاف کرتی جاؤ۔

قادیان میں ایک دفعہ عزیزہ جمیل بہت بیمار ہو گئیں۔ ان کی تیمار داری میں تین دن متواتر رات دن جاگنے سے میری طبیعت خراب ہو گئی۔ کسی نے جا کر میرے متعلق بتایا کہ اس تیمارداری میں ان کی اتنی طبیعت خراب ہے کہ آنکھیں سوجی ہوئی ہیں۔ تھوڑی سی دیر میں دیکھتی کیا ہوں کہ خود بھاگے چلے آرہے ہیں۔ دفتر سے نکلتے ہوئے باہر فون پر نرس بلانے کی ہدایت بھی کرتے آئے اور آتے ہی مجھے فرمایا کہ تم نے مجھے نہ اطلاع دی بیمار کے ساتھ ساتھ تمہاری صحت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اور پھر جب نرس آگئی تو آپ نے اسے عزیزہ جمیل کی دیکھ بھال پر مقرر کر کے اسے یہ بھی تاکیدی حکم دیا کہ وہ مجھے اپنے کمرہ سے باہر نہ آنے دے اور یہ کہہ کر مجھے میرے کمرہ میں اس ہدایت کے ساتھ چھوڑ گئے کہ تم نے سونے کی کوشش کرنی ہے اور شام تک ہرگز کمرہ سے باہر نہیں نکلنا۔ پھر نرس سے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے میرے متعلق دریافت فرماتے رہے کہ مجھے نیند آئی ہے یا نہیں؟ اور پھر ہومیو پیتھک نیند کی دوائی لے کر میرے پاس آئے اور دعا کے بعد وہ دوائی مجھے پلائی۔

عزیزہ جمیل بہت چھوٹی عمر میں تھیں جب حضرت پھوپھی جان کی وفات ہوئی۔ جمیل مجھ سے اس قدر مانوس تھیں کہ یہ میرے ساتھ ہی سویا کرتی تھیں اس حد تک کہ ایک دفعہ معمولاً جمیل میرے ساتھ سو رہی تھیں تو اس دوران

باقی صفحہ 16 پر

ANAM MONEY CHANGERS

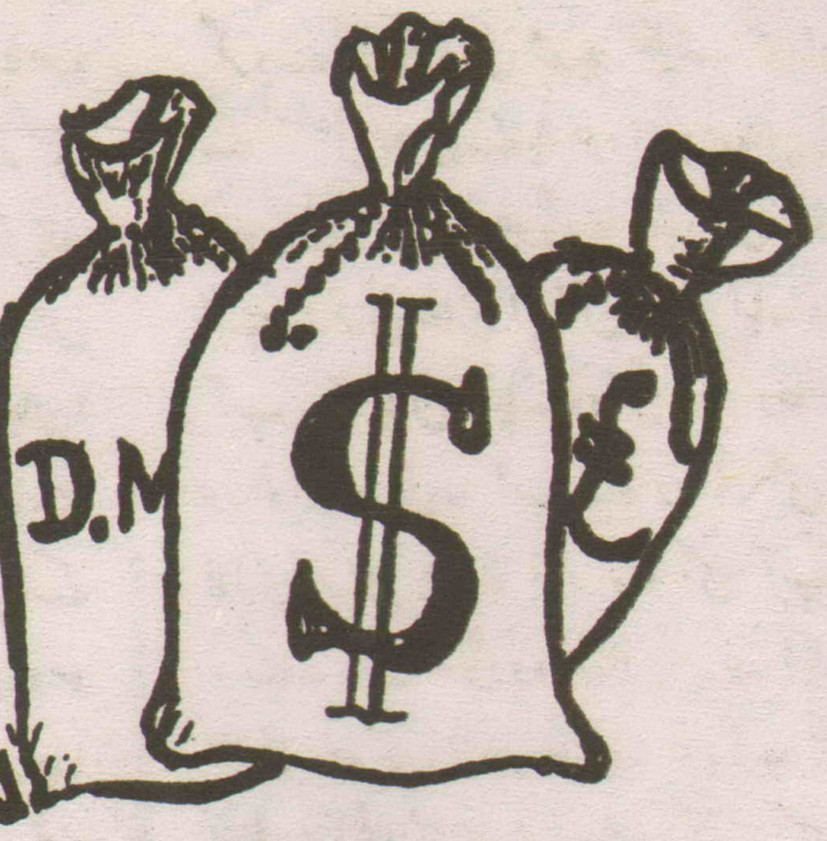

A DEPENDABLE CENTRE
TO
BUY & SELL ALL FOREIGN
CURRENCIES
AUTHORISED BY
STATE BANK OF PAKISTAN
051-812145
272110

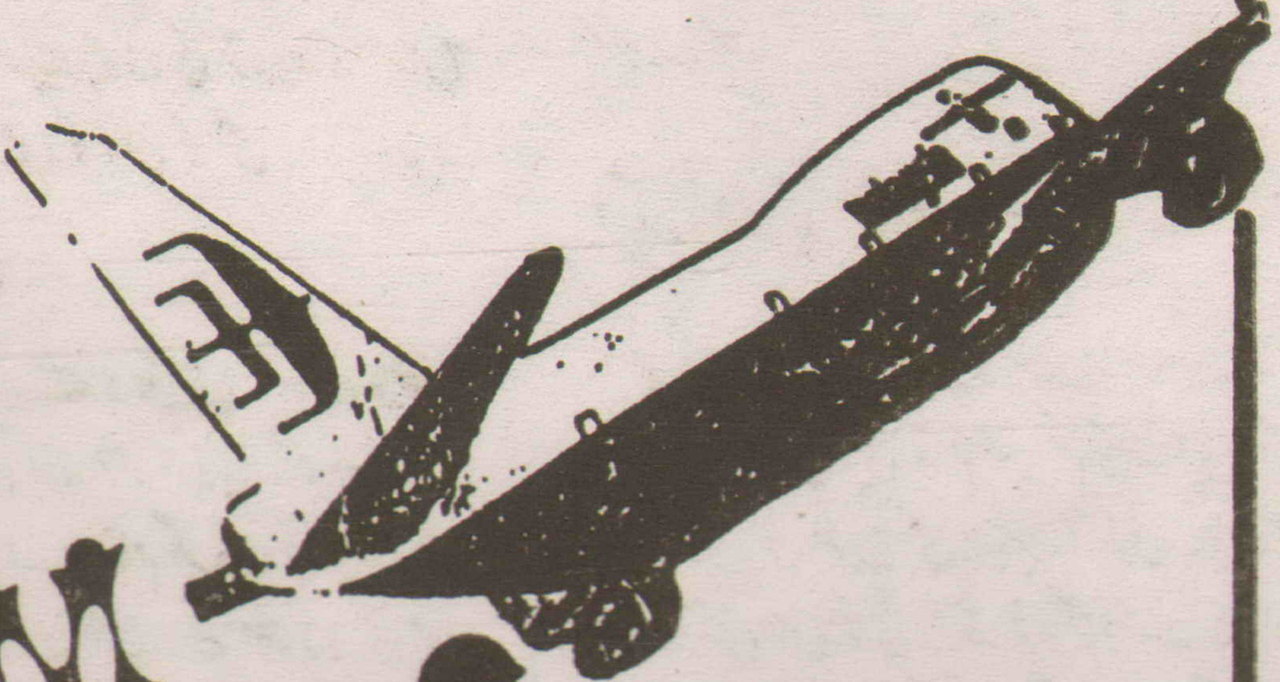

IATA

ANAM TRAVELS
YOUR DEPENDABLE
TRAVEL AGENTS

-273947-270341-276232
272110
14-D FEROZE CENTER
FAZAL-UL-HAQ ROAD
BLUE AREA ISLAMABAD

ہر قسم کے جدید و روایتی زیورات کا مرکز۔ جہیز اور
سیٹ کی ورائٹی کیلئے تشریف لائیں۔ آپ کے دیرینہ
خادم نیز ہم آرڈر پر بھی آپ کی خواہش کے مطابق
زیورات تیار کرتے ہیں

قمر جیولرز گولبازار ربوہ

پروپرائیٹر: میاں قمر لطیف فون: 04524-589

پردہ کلاتھ ہول سیل ریٹ
پر خریدیئے اور سلائی مفت کروائیں۔
یہ پیشکش محدود مدت کیلئے نیز لیڈیز جیکٹس
کی بے شمار ورائیٹی کے لئے تشریف لائیں

ناصر نایاب کلاتھ

ریلوے روڈ گلی نمبر ۱ ربوہ

فون: دوکان: 434 گھر: 211244

۱۹۲۰ سے معروف حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ

مطب حمید (رجسٹرڈ)

اٹھرا کی کامیاب علاجگاہ مرض

علامات: مردہ بچے پیدا ہونا ۔ اسقاط کا نقصان
حمل نہ ہونا، لڑکیوں کا پیدا ہونا اور لڑکوں کا فوت ہو جانا

پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
فون: 0431-264634 رہائش: 0431-219066

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص ، مناسب علاج

کریم میڈیکل ہال

گول امین پور بازار فیصل آباد
فون: 647434

WE DEAL IN ALL KIND OF TEXTILE PARTS

UNIVERSAL INDUSTRIAL SERVICES

14 - TAIMOUR ROAD CHOWK SHAHEEDAN MULTAN
Ph: 33633, 583512. Fax: 583512

ہیلو ہیلو ٹی وی سنٹر

فاطمہ جناح روڈ نزد پل ہائی وے
سرگودہا
پروپرائیٹر: میاں وسیم احمد
فون: 0451-214155

SUZUKI سوزوکی

ڈیلرز، سوزوکی موٹر سائیکل، ہنڈا کے جینوئن جاپانی سپیئر پارٹس دستیاب ہیں، مرمت کی سہولت بھی ہے

منیر آٹوز حسین آگاہی روڈ بالمقابل علمدار کالج ملتان **نصیر آٹوز**

فون: دفتر: 72960 73497 دوکان 32971 فیکس 92-061-520882

خدمت میں پیش پیش
ملسٹر، ڈگری، سی ایس ایس
پی سی ایس
جماعت اول تا انٹرمیڈیٹ کورس کی کتابیں
خلاصے، گائیڈیں، ٹیسٹ پیپرز، کمپیوٹر
الیکٹرونکس کی کتب رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں
اس کے علاوہ علمی، ادبی، تاریخی کتابیں
کرایہ پر حاصل کریں

میری لائبریری

ٹین بازار صدر عقب پرویز کلینک
راولپنڈی فون: 564533

مولانا عبدالباسط شاہد

نشانِ عزم و ہمت

رمضان کے آخری دن تھے باؤنڈری کمیشن کے فیصلہ کا اعلان ہوا۔ ضلع گورداسپور جہاں قادیان ہمارا پیارا مرکز واقع تھا اور جو مسلم اکثریت کی وجہ سے اور تقسیم برصغیر کے اصولی فیصلہ کے مطابق پاکستان میں شامل تھا سراسر ظلم و زیادتی سے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ اس فیصلہ نے دنیا بھر کے احمدیوں کو عموماً اور قادیان و گورداسپور کے احمدی باشندوں کو خصوصاً ہلا کر رکھ دیا۔ اس ناجائز فیصلہ کی وجہ سے پہنچنے والی تکلیف اور دکھ میں اس وجہ سے بھی اضافہ ہو گیا کہ تقسیم کے ابتدائی فیصلہ کے مطابق ضلع گورداسپور پاکستان کا حصہ قرار پایا تھا۔ ہم نے قادیان میں سرکاری عمارتوں پر سرکاری افسران کی موجودگی میں لوائے پاکستان لہراتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر دھاندلی اور سازش سے لوائے پاکستان کا اترنا اور ہندوستانی ترنگہ جھنڈے کا نصب کیا جانا بھی دیکھنا پڑا۔ عید بہت قریب تھی مگر دلوں میں کوئی خوشی نہ تھی۔ ایک شاعر نے اس کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا۔

شاعرِ مغموم کہتا ہے ہلالِ عید سے
ڈوب بھی جا جی مرا جلتا ہے تیری دید سے
آسمان سے کیا ہمارے واسطے لایا ہے تو
عید تو آئی نہیں ہے کس لئے آیا ہے تو

مجھے خوب یاد ہے کہ یہ اشعار بہت مقبول ہوئے اور ہر شخص انہیں گنگنا رہا تھا مگر ہمارے اولوالعزم رہنما حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ الثانی کا ردعمل اس عوامی ردعمل سے بہت مختلف تھا۔ حالانکہ بظاہر حالات سب سے زیادہ تکلیف اور صدمہ آپ کو ہونا چاہئے تھا کیونکہ آپ نے تو قیام پاکستان کے سلسلہ میں دن رات خوب محنت کی تھی خاص طور پر باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا موقف پیش کرنے کے سلسلہ میں آپ نے غیر معمولی امداد اور رہنمائی فرمائی تھی۔ مگر آپ نے نہ صرف یہ کہ اپنا عزم وارادہ قائم رکھا اور مایوسی و بددلی کو قریب نہ آنے دیا بلکہ اپنی غیر معمولی دور اندیشی فراست اور معاملہ فہمی سے کام لیتے ہوئے جماعت کے حوصلہ کو بڑھایا اور ایسے وقت میں جبکہ امید کی کوئی کرن نظر نہ آتی تھی جماعت کو پھر سے پہلے کی طرح مستعد وفعال بنا دیا۔ آپ نے مذہبی تاریخ کے حوالوں اور دینی تعلیمات کی روشنی میں جماعت کو دوبارہ یقین وایمان سے بھر دیا۔

ہندوستان کی حکومت کے زبانی دعووں اور یقین دہانیوں کے باوجود مشرقی پنجاب مسلمانوں کے لئے ایک دہکتے ہوئے تنور کی طرح ہو گیا۔ لاقانونیت اور ظلم و بربریت روزمرہ کا معمول بن گئے۔ لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے نئے ریکارڈ قائم ہونے لگے۔ اس افراتفری کے زمانہ میں علاقہ بھر کے مسلمانوں کی نظریں قادیان کی طرف لگی ہوئی تھیں اس وقت عقائد کے فرق مشترکہ دشمن نے ختم کر دیئے تھے اور علاقہ کے مسلمان سمٹ سمٹ کر قادیان میں جمع ہونے لگے جہاں ہمارے امام نے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک غریب جماعت کی مالی قربانیوں سے بساط بھر سامان مہیا کر رکھا تھا۔ گندم کا ذخیرہ وافر مقدار میں موجود تھا جو علاقہ بھر کے مصیبت زدگان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ اگر حضرت صاحب کی دور اندیشی سے قادیان اور اہل قادیان کی ضرورت سے کئی گنا زیادہ گندم وہاں محفوظ نہ ہوتی تو بھوک اور قحط کی وجہ سے ایسی تباہی آتی جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قادیان کی احمدی آبادی نے اپنے امام کی ہدایت پر ایثار و قربانی سے کام لیتے ہوئے باہر سے آنے والوں کے لئے (جن میں اکثریت غیر از جماعت افراد کی تھی) اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے اور ان کی ضروریات کا پوری طرح خیال رکھا اور جب آٹا پیسنے والی چکیوں کو ناکارہ بنا دیا گیا تو گندم ابال ابال کر سب ضرورت مندوں تک پہنچائی جاتی اور اس طرح حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لنگر کی ایک اور شان ظاہر ہوئی۔

حالات دن بدن خراب ہوتے چلے گئے اخلاقی قدریں اور امن و امان اس خطہ زمین سے رخصت ہو گیا تو ہمارے پیارے امام عمائدین جماعت کے مشورے اور حالات کے تقاضے سے مجبور ہو کر لاہور تشریف لے آئے۔ اس بروقت اقدام نے یہ ممکن کر دیا کہ وہ مخلص اور فدائی جو بحالت مجبوری قادیان چھوڑ رہے تھے وہ امن و امان سے پاکستان پہنچ سکیں۔ قادیان کی احمدی آبادی اور وہ غیر از جماعت بھی جو حضرت صاحب کی ہدایت اور مشوروں کی پابندی کرتے رہے وہ کم از کم جانی نقصان اٹھاتے ہوئے پاکستان پہنچے جبکہ وہ ہزاروں ہزار لوگ جو قادیان یا مضافات سے بغیر کسی نظم و ضبط کے پیدل قافلوں کی شکل میں پاکستان کے لئے روانہ ہوئے ان میں سے بے شمار لوگ جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے علم میں نہیں ہے پاکستان کی سرزمین پر پہنچنے سے پہلے رستہ میں ہی مر کھپ گئے۔ جانی نقصان کے علاوہ مالی نقصان بھی ضرور ہوا اور جذباتی اور معاشرتی نقصانات بھی بے اندازہ ہوئے۔

لٹے پٹے قافلے لاہور پہنچنے لگے یہاں ان کا استقبال بعض غیر سرکاری تنظیموں نے یا بعض مخلص افراد نے ضرور کیا مگر کام بہت زیادہ تھا اور انتظام بہت ہی کم البتہ لاہور میں ایک جگہ ضرور ایسی تھی کہ جہاں جا کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

حضرت صاحب رتن باغ میں قیام فرما تھے۔ شمع احمدیت کے پروانوں کو جیسے ہی یہ پتہ چلتا کہ ہمارے امام لاہور میں فلاں جگہ مقیم ہیں وہ افتاں وخیزاں وہاں پہنچتے اور حضرت صاحب کی زیارت سے حضرت صاحب کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی سے حضرت صاحب کے مشوروں اور رہنمائی سے نئی طاقت بلکہ نئی زندگی حاصل کرتے اور نہ صرف یہ کہ وہ اپنی نئی زندگی شروع کرنے کا حوصلہ پاتے بلکہ دوسروں کی مدد کرنے اور انہیں حوصلہ دلانے کا باعث بن جاتے۔ لاہور سے حضرت صاحب کا رابطہ ایک طرف ہندوستان کی جماعت سے تھا اور دوسری طرف پاکستان کی جماعتوں اور پناہ گزینوں سے بھی تھا۔ اس وقت احمدیوں کا اپنے مرکز قادیان کو آباد رکھنا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ علاقہ بھر سے مسلمان جان بچا کر نکل گئے تھے بڑی بڑی مشہور گدیاں خالی ہو چکی تھیں ایسے وقت میں جماعت کے تین سو تیرہ افراد اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مرکز کی آبادی کی خاطر قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے تو یہ بھی حضرت صاحب کے عزم و حوصلہ کا ہی ایک اظہار تھا۔ اس جگہ ان ناموافق اور مخالفانہ حالات کی تفصیل تو بیان نہیں کی جا سکتی البتہ صرف اس ایک بات سے ہی کسی قدر صورت حال سامنے آ سکتی ہے کہ ایک فوجی کنوائے کے ساتھ قادیان جانے والے ایک افسر نے قادیان کے احمدیوں کے متعلق حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے قادیان میں جن بہادر دوستوں کو دیکھا ہے اگر وہ وہاں مر گئے تو ان کی موت بڑی شاندار ہو گی لیکن میری درخواست ہے کہ آپ ان کو وہاں مرنے نہ دیں۔ دنیوی اور ظاہری لحاظ سے تو یہ مشورہ بالکل صائب اور درست تھا مگر اس فوجی افسر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تین سو تیرہ افراد نہیں 'قربانیاں' تھیں اور قربانیوں سے کبھی کوئی تباہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اوروں کو زندہ کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

پاکستان کے احمدیوں کی تنظیم اور انہیں پھر سے خدمت انسانیت کے مقصد میں جوش و جذبہ کے ساتھ شامل کرنا بھی اس وقت کے حالات کے لحاظ سے بہت بڑا کام تھا مگر حضرت صاحب کے عزم و ارادہ کو ان مخالف حالات نے اور مہمیز لگائی اور آپ نے اس چیلنج کو یہ کہہ کر قبول کیا کہ ایک درخت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانا بھی بہت بڑا کام ہوتا ہے لیکن میرے سامنے تو ایک پورے باغ کو اٹھا کر دوسری جگہ لگانے کا کام ہے۔ رتن باغ لاہور سے یہ کام شروع ہوا۔ واقفین زندگی بیرونی ممالک میں خدمت انسانیت کے لئے پہلے کی طرح جانے لگے۔ پاکستانی جماعتیں اپنے کاموں میں شہد کی مکھیوں کی طرح مصروف ہو گئیں۔ اس جگہ ایک یہ بات بھی بہت نمایاں فرق سے نظر آتی ہے کہ حضرت صاحب کی تحریک پر جن احمدیوں نے اپنے سرمائے امانت فنڈ قادیان میں جمع کروائے تھے ان کو پاکستان میں اپنی پوری پوری رقمیں بغیر کسی تاخیر کے ملنے لگیں جبکہ بڑے بڑے بینک بھی اپنے حساب داروں کو یہ سہولت نہ دے سکے۔ احمدیوں کی آبادکاری میں یہ امر بھی بہت ممد و معاون ثابت ہوا۔ آپ نے پاکستان پہنچتے ہی مرکزی دفاتر اور لنگر خانے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا مگر باقاعدہ مرکز کا قیام آپ کی اولین ترجیح تھی۔ آپ نے جماعت کے صائب الرائے احباب کو مناسب و موزوں جگہ تلاش کرنے کا حکم دیا۔ بعض مقامات پر آپ خود بھی تشریف لے گئے اور بالآخر خدائی منشا کے مطابق جہاں آجکل ربوہ آباد ہے یہ جگہ پسند کی گئی۔ یہ ایک لمبی داستان ہے جو ایک کتاب کا موضوع ہے۔ مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی فضل اور حضرت صاحب کی اولوالعزمی کی ایک زندہ جاوید یادگار ہے۔ اس زمین کی موزونیت یا پسندیدگی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ایک عرصہ قبل حضرت صاحب کو یہ جگہ خواب میں دکھائی گئی تھی چنانچہ اسے خریدنے کا ارادہ کیا گیا جگہ کے انتخاب اور اس کی خریداری وغیرہ میں حضرت نواب محمد دین صاحب کی خدمات ہمیشہ یادگار رہیں گی۔

ربوہ جس جگہ آباد ہے یہ بنجر بے آباد بے آب و گیاہ کلراٹھی زمین کا ایک ایسا ٹکڑا تھا جسے سرکاری کاغذات میں ناکارہ قرار دیا جا چکا تھا اور جہاں ایک ہندو سرمایہ دار اس کی آبادکاری کے لئے بہت سا سرمایہ ضائع کرنے کے بعد مایوس و ناکام ہو چکا تھا۔ حضرت صاحب نے اس کام کی طرف توجہ دی تو قدم قدم پر خدائی تائید کے نظارے نظر آنے لگے اور نہ صرف یہ کہ بہت سی روکوں اور مخالفتوں کے باوجود زمین حاصل ہو گئی ابتداء میں پانی کا حصول بھی ناممکن نظر آتا تھا مگر خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے پانی بھی ملنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک کلرزدہ چٹیل میدان ایک جدید شہر کی شکل اختیار کر گیا۔ جہاں سکول، کالج، دفاتر، ڈاک خانہ پولیس سٹیشن ریلوے سٹیشن سوئی گیس اور جدید مواصلاتی نظام کی سہولتیں بھی جلد جلد مہیا ہوتی چلی گئیں۔ دور دراز ممالک سے عشاق اپنے علم کی پیاس بجھانے اور عرفان و سلوک کی منازل طے کرنے کے لئے عقیدت و احترام سے یہاں پہنچنے لگے۔ جلسہ سالانہ پر لاکھوں کا ہجوم جمع ہونے لگا۔ وہ زمین یا علاقہ جو ویرانی بے آبادی کے لئے شہرت رکھتا تھا وہ زمین جو کلر سے بھری ہوئی تھی اور سبزے کا نشان دور دور تک نظر نہیں آتا تھا۔ جہاں زہریلے سانپ مشہور سپیروں کے لئے چیلنج بنے ہوئے تھے۔ جہاں دور دور تک زندگی کا بنیادی ذریعہ پینے کا پانی دستیاب نہیں تھا اس کی کایا پلٹ ہو گئی اور یہاں سے روحانی و جسمانی زندگی اور صحت کے سوتے پھوٹنے لگے۔ ایسے نشانات دنیا میں کم کم ہی نظر آتے ہیں اور جہاں نظر آتے ہیں وہاں یقیناً کسی مرد خدا کی مقبول دعاؤں اور عزم و ہمت کا نشان ہی ہوتے ہیں۔

ooo

ٹائر اور ٹیوب کیلئے ولکنائزنگ میٹریل بنانے والے
پاک ربڑ انڈسٹریز ڈسکہ روڈ
پوسٹ بکس: 2450 سیالکوٹ
پروپرائیٹرز: عبدالحفیظ گھمن، امان اللہ گھمن
فون آفس 0432-550437
550919

اسلام آباد میں جائیداد کی
خرید و فروخت اور کرایہ پر
لین دین کیلئے ایک با اعتماد
ادارہ

پراپرٹی پوائنٹ

7 - گراؤنڈ فلور گنزا سنٹر
104 - ویسٹ جناح ایونیو F-7
بلیو ایریا - اسلام آباد
فون دفتر: 051-271737
824670

احمدی بھائیوں کی اپنی دوکان

ESTD 1942
ZAFAR
PHONE 716088
BOOK DEPOT
77-URDU BAZAR SARGODHA.

ظفر بک ڈپو 77- اردو بازار سرگودھا فون: 0451-716088

ڈیلرز: سام سنگ، لومینز، SONY ٹی وی، فرج،
CANDY ڈیپ فریزر، ہائی سپر واشنگ مشین
ایڈمرل کوکنگ رینج، گیزر، ٹی وی ٹرالی
اس کے علاوہ الیکٹرانکس کی تمام معیاری مصنوعات
سستی خریدنے کیلئے تشریف لائیں

انعام الیکٹرانکس
بالمقابل رحیم ہسپتال
پروپرائیٹر: خواجہ احسان اللہ
گوجر خان
فون آفس: 0571-510086
0571 510140 رہائش: 0571-2868

خالص جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ معیاری زیورات بنانے اور خریدنے کیلئے آپ کے
قدیمی احمدی جیولرز

رانا جیولرز
صرافہ بازار
بدوملہی (ضلع نارووال)
فون: دکان 156، رہائش: 208 پروپرائیٹر: نصیر احمد، فرید احمد، کلیم احمد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَالنَّاصِر
کراچی میں اعلیٰ زیورات
خریدنے کے لئے آپ کا
شوروم
نیو الرّحیم
جیولرز
خورشید مارکیٹ حیدری۔ کراچی
فون 664-0231 - 664 - 3442
فیکس (92-21) 6643299

ناصر کلینک مین بازار حافظ آباد
فون: ۳۳۹۱ (۰۴۳۸)
بہتر تشخیص ○ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ○ مناسب علاج
ہر قسم کے امراض مثلاً اٹھراء اولاد کا نہ ہونا (بانجھ پن، حمل کا گر جانا)
نرینہ اولاد کی خواہش - ورم - لیکوریا - ایام کی بے قاعدگی - گردہ - مثانہ
پتے کی پتھری اور بچوں کے امراض کی شافی علاج گاہ۔

النور سٹیل ڈیکوریٹرز
• شٹر گیٹ
• چینل گیٹ
• گرل
• ریلنگ
• پائپ ونڈوز وغیرہ
مینجنگ پارٹنر: اشفاق احمد
آئی اینڈ ٹی سنٹر
G-8/4 عقب بلیو سٹار ہوٹل
اسلام آباد
فون: 051-256158

LIBRA
COMMUNICATION SYSTEMS

WE SPECIALIZE IN:
* Motorized Remote Controlled World Dish Antenna Systems.
* CCIV, MATV, SMATV, for hotels, flats colonies and guest houses.
* Hi-Tech Satellite Computers & Communications.
* Video phones & Desktop Video Conferencing Systems.
* Hifi Stereo CD and Laser disk players, TV and VCR.

WE ALSO DO ANNUAL MAINTENANCE
CONTRACTS FOR EXITING SYSTEMS

11, Warrich Plaza,
Opp. Capital Park,
F-10 Markaz, Islamabad
☎ (051) 292396
Fax: (051) 292396
(051) 282399

جرمن اور جاپانی گاڑیوں کی مرمت کا خصوصی اور
اعلیٰ انتظام
گاڑیوں کی اطمینان بخش • اوورہالنگ • ڈینٹنگ • پینٹنگ
• الیکٹرک ورکس • الیکٹرانک ویل بیلنسنگ اور ویل الائنمنٹ کیلئے
رجوع فرمائیں
راولپنڈی میں واحد بااختیار سوزوکی سروس ڈیلر

احمد موٹرز آٹوموبائل انجینئرز
فون 840445
عنایت بازار
اوجڑی کیمپ مری روڈ
راولپنڈی

ڈاکٹر صلاح الدین نیویارک (امریکہ)

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی زندگی کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ آپ کو اپنی اعلیٰ تعلیم جاری رکھنے کے لئے 1939ء میں حضرت امام جماعت الثانی کے جوبلی فنڈ سے رقم مہیا کی گئی۔ اس طرح احمدیت کے اس سپوت نے حضرت امام جماعت الثانی کی طرف سے عطا کی گئی رقم کا بھرپور استعمال کیا۔ زیر نظر مضمون ایک ایسے نوجوان کا تحریر کردہ ہے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے ادائیگی حقوق طلباء کے فنڈ اور احمدیہ اوپن میرٹ سکالرشپ (قائم کردہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث) سے رقم حاصل کر کے بیرون پاکستان اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور پی ایچ ڈی کی ڈگری کے مستحق ٹھہرے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ازراہ شفقت منظوری عطا فرمائی۔ اس طرح سے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے ذہین احمدی طالب علموں کے لئے جو اعانت فرمائی اس کا تسلسل آج تک قائم ہے۔

گزشتہ چند ماہ سے الفضل اور دوسرے اخبارات میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں بے شمار مضامین شائع ہوئے۔ اس لئے کوشش ہے کہ کسی چیز کو نہ دہراؤں بلکہ چند بنیادی خصوصیات جو میں نے ڈاکٹر صاحب میں دیکھیں ان کا تذکرہ کروں۔

زندگی کا رخ بدلنے والی نصیحت

ڈاکٹر عبدالسلام سے میری پہلی ملاقات 1979ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ملاقات کی غرض سے طلباء کا ایک وفد صدر انجمن کے گیسٹ ہاؤس گیا۔ ہم ایک قطار میں کھڑے تھے۔ میں قطار میں آٹھویں نمبر پر تھا جب ملاقات شروع ہوئی تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ باری باری اپنا تعارف کرائیں۔ قطار میں پہلے نمبر پر طالب علم نے ڈاکٹر صاحب سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنا نام بتایا اور تعارف کے طور پر بتایا کہ وہ اپنے کالج میں سٹوڈنٹ یونین کا سیکرٹری ہے۔ اور پھر وہ کمرہ میں بچھے قالین پر بیٹھ گیا۔ دوسرے طالب علم نے بھی "بھیڑ چال" پر عمل کیا اور تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ وہ اپنی یونیورسٹی میں ایک سوسائٹی کا صدر ہے۔ جب تیسرا طالب علم آگے بڑھا تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مینوں تواڈے عہدیاں تے سیاست دے نال کوئی دلچسپی نئیں اے دسو کہ مضمون کہڑے پڑھدے ہو۔ تے کہڑی یونیورسٹی دے وچ۔ اس کے بعد طلباء نے مضامین بتانے شروع کئے۔ قطار میں تین سے چھ نمبر پر طلباء کے مضمون سوشیالوجی۔ فارسی اور جغرافیہ وغیرہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ تو سارے ہی مضامین لڑکیوں والے ہیں۔ یہ دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا ہے۔ جب میں نے مصافحہ کر کے بتایا کہ گورنمنٹ کالج لاہور میں ایم۔ ایس۔ سی فائنل ایئر میں ہوں تو ڈاکٹر صاحب نے چند لمحات کے لئے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے رکھا اور ایک نظر مسکرا کر مجھ پر ڈالی ہے۔ اور کہا اچھا "راوین" ہو۔ (راوی اس کو کہتے ہیں جو گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا ہو۔) میں بہت خوش ہوا کہ چلو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ایک ناطہ "راوی" ہونے کا تو ہوا۔ میرے بعد چند طلباء سائنس کے تھے اور چند انجینئرنگ کے تھے۔ جب سب طلباء قالین پر بیٹھ گئے تو ڈاکٹر صاحب نے ہمیں چند نصیحتیں کیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جو طلباء ملنے آئے ہیں پچاس فیصد سے زائد آرٹس کے مضامین میں ایم۔ اے کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے طلباء سائنس کے مضامین میں دلچسپی نہیں لیں گے تو نہ قوم ترقی کر سکتی ہے اور نہ ہی ہمارا وطن۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے طلباء سے سوال کیا کہ جو طلباء سائنس کے مضامین پڑھ رہے ہیں ان میں سے کتنے بیرون ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ابھی کوشش کر رہے ہیں۔ اور کتنی یونیورسٹیوں میں داخلہ۔ وظیفہ اور اسسٹنٹ شپ کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ تمام طلباء میں سے کل چھ یا سات نے ہاتھ اٹھایا۔ اور جواب دیا کہ اب تک تین یا چار درخواستیں بھجوائی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب ہمارا جواب سن کر ایک مرتبہ پھر مسکرائے اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہمسایہ ملک بھارت کے بے شمار طالب علم یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں وظیفہ اور اسسٹنٹ شپ حاصل کرنے کے لئے کم از کم ایک صد اداروں کو درخواستیں بھجواتے ہیں۔ اور پھر ان کو ایک یا دو جگہ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ چار یا پانچ درخواستیں دینے والوں کا امکان تو پھر بہت ہی کم یا صفر ہو گا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہر کام میں مستقل مزاجی پیدا کریں اور ایک ماٹو Moto سامنے رکھیں۔ دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے طلب گار ہوں۔ سادہ طرز زندگی اپنائیں تو پھر یقیناً کامیابی ہو گی۔ اس مختصر سی ملاقات کے بعد ہم نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔

ڈاکٹر صاحب کی اس نصیحت کو ہم نے اپنے "پلے باندھا" اور اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوئے اعلیٰ تعلیم اور وظیفہ حاصل کرنے کی غرض سے کچھ وقت برٹش کونسل لائبریری اور امریکن سینٹر میں گزارنا شروع کیا اور تھوک کے حساب سے درخواستیں بھجوانا شروع کر دیں۔ چنانچہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ایک سال کے دوران ہی ہمارے محلہ (تحریک جدید کے کوارٹرز) سے چار طلباء سائنس کے مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے بیرون ملک چلے گئے۔ میں نے تقریباً صرف بیس درخواستیں دی ہوں گی تو مجھے بھی حکومت برطانیہ کی طرف سے "اوورسیز ریسرچ ایوارڈ" مل گیا۔ حالانکہ میں کوئی بہت ہی زیادہ لائق یا ذہین آدمی نہیں۔ اس سے قبل مجھے احمدیہ اوپن میرٹ سکالرشپ بھی مل چکا تھا۔ لہٰذا میرا بھی اعلیٰ تعلیم کے کے لئے انگلستان جانے کا بندوبست ہو گیا۔ ورنہ آج تک مظفر گڑھ ہی میں لیکچرار ہوتا یا کسی اور گڑھ میں بند ہوتا......!

جب بھی ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان کو پاکستانی طالب علموں سے خطاب کرتے ہوئے سنا۔ بار بار طلباء کی توجہ اس طرف دلاتے کہ سائنس پڑھیں۔ ایسے مضامین پڑھیں جن سے مستقبل روشن ہو۔ اسی میں وطن عزیز اور مسلمانوں کی ترقی کا راز پوشیدہ ہے۔ جب میں انگلستان میں زیر تعلیم تھا تو ڈاکٹر صاحب سے جو سنا تھا واقعی سو فیصد درست نکلا۔ بھارت کے طالب علموں کے مقابلہ میں ہماری تعداد واقعی آٹے میں نمک کے برابر تھی۔ اور ہمارے اکثر طلباء اکثر وقت اسی سوچ میں لگے رہتے تھے کہ کس طرح پیسے بچا کر کار اور دوسری اشیاء وطن لے کر جائیں گے۔

پیدائشی سائنسدان اور حساب دان

ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ پاکستان میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس نے ڈاکٹریٹ کر لی وہ بہت علامہ بن گیا۔ حالانکہ دنیاوی نقطہ نظر سے جو شخص ڈاکٹریٹ کرتا ہے یہ اس کے علم حاصل کرنے اور تجزیہ کرنے کا آغاز ہے۔ اصل علم کا میدان اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اکثر لوگ یہ سن کر ہنسے کہ جی! بیس جماعتیں پڑھنے کے بعد بھی یہ حال ہوتا ہے۔

میں اس حقیقت سے اس وقت آشنا ہوا جب مغربی ممالک میں ہمارا واسطہ سائنسدانوں سے پڑا اور یہ محسوس ہوا کہ تعلیم کے سمندر میں بڑی بڑی مچھلیوں کے سامنے ہماری وقعت ایک ٹچر کی ہے۔ (یہ چھوٹی سی مچھلی ہوتی ہے جن کو کانٹے پر لگا کر مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں)۔ ڈاکٹر صاحب اور آپ کی طرح کے دوسرے بڑے بڑے سائنسدان مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی آسانی سے حل کر لیتے ہیں۔ اور ان کے نظریات میں ایک سادگی یعنی Simplicity ہوتی ہے۔ یہ ذہین لوگ جہاں بھی جاتے ہیں ہر چیز ان کے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔ اور ہر چیز کا Analysis اس طریق سے کرتے ہیں کہ عام انسان ایسا عموماً نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی ایک سادہ سی مثال دیتا ہوں۔ چند سال قبل جب آپ آخری مرتبہ نیویارک تشریف لائے۔ تو Wheel chair پر تھے۔ بیماری کافی حد تک جسم پر اپنا اثر کر چکی تھی۔ اس کے باوجود آپ بیت الظفر (نیویارک میں جو ہمارا مشن ہاؤس ہے) تشریف لائے۔ اتوار کا روز تھا۔ اتوار کے دن بچوں کے لئے دینی معلومات کی "طاہر کلاس" ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ بچے قطار میں آئیں اور اپنا تعارف کرائیں۔ یہ بتائیں کون سی جماعت میں پڑھتے ہیں اور ان کا پسندیدہ مضمون کون سا ہے۔ بچوں نے اپنا تعارف کروایا۔ اور پھر ڈاکٹر صاحب نے مختصر خطاب فرمایا۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پانچ سال قبل جب میں بیت الظفر آیا تھا تو اس وقت بھی طاہر کلاس کے بچوں سے ملاقات ہوئی تھی۔ آج اس سے بچوں کی تعداد اڑھائی گناہ زیادہ ہے۔ اس وقت لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد برابر تھی۔ آج لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور یہ بات خوشی کا باعث ہے کہ ہماری بچیوں کا رجحان دین کی طرف زیادہ ہے۔ دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ لڑکوں کو کی نسبت لڑکیوں کو سائنس اور ریاضی کے مضامین پسند ہیں۔ اس لئے مجھے خوشی ہے کہ احمدیت کا مستقبل بہت روشن ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تو Precise اعداد و شمار بتائے جو مجھے آج بھول گئے ہیں۔ میں کافی دیر تک سوچتا رہا کہ ڈاکٹر صاحب پیدائشی حساب دان اور سائنسدان ہیں۔ ہر ملاقات اور ہر موقع پر فوراً ذہن ہی میں Idea جنم لیتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ Critical Analysis بھی کر لیتے ہیں۔

ہر بات میں دین کا عنصر نمایاں

میری بھی یہ عادت تھی اور شاید بعض دوسرے لوگوں کی بھی کہ جب کوئی خط پڑھتے ہوں تو جہاں یہ لکھا ہوتا ہے "تم پر اللہ کی سلامتی ہو" اسے پڑھ کر آگے گزر جاتے ہیں۔ کونسا کوئی سامنے ہے۔ خیال ہی نہیں رہتا کہ جواب دیں۔ البتہ جب کوئی سامنے ہو تو صورت حال اور ہوتی ہے اور جواب دے دیتے ہیں۔ ایک عادت سی ہو جاتی ہے جو غلط ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی بیت الظفر آمد کے دوران میں نے اور چند دوستوں نے خیال کیا کہ بیماری کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے لئے بولنا تکلیف کا باعث ہو گا اس لئے اگر کوئی مشورہ لینا ہے تو خط لکھ کر دے دیں۔ ڈاکٹر صاحب بیت الظفر کے دفتر میں وہیل چیئر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اور چند دوستوں نے خطوط پیش کئے۔ میرا قد لمبا ہے۔ احتراماً ڈاکٹر صاحب کے پہلو میں سر جھکا کر فرش پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر کریم شریف صاحب اپنے چھوٹے قد سے مستفید ہوتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کے سامنے جناح کیپ پہنے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ ہم دونوں کی نظریں پیار سے ڈاکٹر صاحب کی طرف تھیں کہ ایک لمحہ بھی جانے نہ پائے۔ ڈاکٹر صاحب نے فوری طور پر عینک لگا کر خط پڑھنا شروع کیا اور جب یہ پڑھا "تم پر اللہ کی سلامتی ہو" تو ڈاکٹر صاحب نے باآواز بلند خط پر لکھے ہوئے آپ پر اللہ کی سلامتی ہو کا جواب دیا "تم پر بھی اللہ کی سلامتی ہو۔" ڈاکٹر صاحب میرا ہی خط پڑھ رہے تھے۔ اور کہا "ایس خط دا جواب تے فیر سوچ کے ای دینا پئے گا" میں نے جی ہاں کہا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ اے خط میری جیب وچ پا دے۔" خط ڈالا تو تو پھر کہا اللہ تمہیں جزا دے۔ ڈاکٹر صاحب رخصت ہوئے تو کریم شریف نے میرا امتحان لینا شروع کر دیا جو ان کی عادت ہے۔ اور پوچھا کہ جی آج ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے کون سی بات سیکھی۔ میں نے کہا کہ خط میں لکھ کر کوئی سلامتی بھیجے تو خط پڑھتے وقت

ہر قسم کی جاپانی گاڑیوں کے پمپ آٹو مائزر کے ماہر، فیول انجکشن ایکسپرٹ

سعید ڈیزل لیبارٹری

وہاڑی چوک جنرل بس سٹینڈ۔ ملتان پروپرائیٹر: سعید خاں الملانی

ڈیلر پی سی بورڈ • ٹی وی مانیٹر
پاور سپلائی • ویڈیو گیمز
ویڈیو گیمز کا کاروبار کرنیوالے حضرات مفید مشورہ حاصل کریں

ٹی وی ٹرالی اینڈ ڈیک باڈی میکرز • باکس میکرز دلکش و دیدہ زیب ڈیزائنوں میں دستیاب ہیں۔

سیل اینڈ سروس

احمد الیکٹرونکس

گوگی چکہ ساہیوال

پروپرائیٹرز: ایم ابرار احمد
ایم داؤد احمد
فون: 0441-62766

• ۔ معیاری سلائی جدید ترین فیشن کے مطابق • ۔ عمدہ کپڑے کی مکمل ورائٹی
• ۔ دوسرے شہروں و ممالک کیلئے پارسل سروس کی سہولت

سپر ٹیلرز اینڈ فیبرک ہاؤس

فون: 051-810585
فیکس 051-826934

زیر نگرانی: محمد منور ملک
دوکان نمبر 1 بلاک B-6 سپر مارکیٹ اسلام آباد

• ہر قسم کے ماربل سلیپ
• کچن کاؤنٹر ٹائمز
• کیمیکل پالش کیلئے رجوع فرمائیں

MARBLES

051 - 411121

سٹار ماربل اینڈ سٹون

پلاٹ 42-40
سٹریٹ 10 سیکٹر I/9
انڈسٹریل ایریا اسلام آباد
پروپرائیٹر: شیخ جمیل احمد اینڈ سنز

عمدہ اور معیاری باسمتی کا واحد مرکز

رؤف کمیشن شاپ

تحصیل روڈ باسمتی منڈی گوجر خان

فون: دکان 0571-2924
گھر: 0571-2048

ملکی و غیر ملکی تمام ایئر لائنوں کے خصوصی رعایتی ٹکٹوں اور بکنگ کیلئے تشریف لائیں

گلشن ٹریولز

کورٹ روڈ۔ سول لائن گوجرانوالہ

پروپرائیٹرز: محمد اصغر میر۔ محمود چوہدری

فون دفتر 0431-44404 رہائش 0431-84126 فیکس دفتر 0431-44404
258668

کوئٹہ الیکٹرونکس

فون دکان: 583568

دکان نمبر 3 حکیم آرکیڈ حسین آگاہی۔ ملتان

ہمارے ہاں ہر قسم کے ٹی وی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں
پروپرائیٹر: چوہدری محمد اشفاق

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

اچھی صحت کا راز ۔ رضوان فوڈز ۔ تازہ اور خالص غذا
غذائیت سے بھرپور • سرخ مرچ • ہلدی • دھنیا • گرم مصالحہ • دال چنا
• بیسن • دلیہ • چنے • کھل سرسوں اور تیل سرسوں

محمد ابراہیم اینڈ سنز دارالرحمت وسطی ربوہ

فون 212307

Al-Furqan Motors (PVT) LIMITED

FOR GENUINE TOYOTA PARTS
47, TIBET CENTRE M.A. JINNAH ROAD KARACHI TELE: 7724606-7-9

AL FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

TOYOTA - DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں

الفرقان موٹرز لمیٹڈ

۴۷۔ تبت سنٹر۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی نمبر ۳

فون نمبر ۷۷۲۴۶۰۶
۷۷۲۴۶۰۷ - ۷۷۲۴۶۰۹

فوراً منہ سے اس کا جواب دینا۔

چوٹی کے سائنسدانوں میں ڈاکٹر صاحب کا احترام نوبل پرائز تو اب تک بے شمار لوگوں کو ملا ہے۔ سوائے چند ایک کے لوگ نام بھی بھول جاتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو فزکس کے میدان کے لوگ ہی نہیں جانتے تھے۔ بلکہ کیمسٹری۔ میڈیسن اور دوسرے میدانوں کے سائنسدان بھی بہت ہی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈاکٹر صاحب خود کہا کرتے تھے کہ ایک کامیاب اور اچھے سائنسدان کی آنکھیں ہمیشہ کھلی رہنی چاہئیں۔ علم کے میدان میں Dynamic ہونا چاہئے۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ جس تیزی سے ترقی ہو رہی ہو اس سے آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسی سمت سوچنا چاہئے۔ فزکس میں تو آپ ایک اتھارٹی تھے ہی۔ مگر Life Sciences اور میڈیسن کے شعبوں میں بھی آپ کا ایک مقام تھا۔ 1989ء میں جلسہ برطانیہ کے اختتامی اجلاس پر آپ نے چار پانچ کتب اٹھائی ہوئی تھیں اور ان میں سب سے اوپر ایک کتاب The Blood تھی۔ بڑے بڑے یہودی اور عیسائی سائنسدانوں سے میری بات ہوئی تو وہ یہ کہتے کہ اگر ڈاکٹر صاحب بیمار نہ ہوتے اور چند سال مزید زندگی ہوتی تو فزکس کا تو کچھ کہہ نہیں سکتے۔ البتہ ان کو میڈیسن یا کیمسٹری کا نوبل انعام ضرور ملتا۔

رائل سوسائٹی کے ممبران کو بہت ہی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سال میں ایک مرتبہ رائل سوسائٹی کسی مشہور سائنسدان کو لیکچر پر مدعو کرتی ہے۔ لیکچر کا داخلہ ٹکٹ فرہاد کے جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا۔ 1985ء کے لیکچر کے لئے میری پروفیسر کو دو ٹکٹ مل گئے اور ایک اس نے مجھے دے دیا۔ ہال سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ اور مجھے آخری سے پہلی قطار میں جگہ ملی۔ اس سال کے لیکچر کا عنوان تھا کہ کینسر کے عمل میں Genetics کا عمل دخل۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب شروع ہوئے تو چند سوالات کے بعد میری سامنے والی کرسی سے ایک سائنسدان نے ہاتھ کھڑا کیا۔ اور کہا کہ سوال نہیں بلکہ ایک Comment ہے۔ اس نے مقرر کی توجہ اس طرف دلائی کہ جب وہ کیمبرج یونیورسٹی میں پڑھتے تھے تو تین طالب علم اکثر فزکس کے دوست کے ساتھ میڈیسن اور بیالوجی کے نئے نئے Ideas ایک دوسرے سے Discuss کرتے تھے۔ اور انہی نظریات پر دو لوگوں نے ریسرچ کو آگے بڑھایا اور نوبل انعام ملا۔ وہ تیسرا دوست بھی اسی قطار میں بیٹھا آج لیکچر سن رہا ہے۔ اور وہ زمانہ یاد آ رہا ہے جب ہم پھولوں کے Genes پر ریسرچ کرتے تھے۔ اور آج اسی نظریہ کو بڑھا کر کینسر کے Genes ڈھونڈے ہیں۔ ہمارا تیسرا دوست اس وقت ہمیں مذاق کرتا تھا کہ خلیات میں Genetics کے جو عمل ہو رہے ہیں اس میں فزکس کی طاقتوں کا بھی عمل دخل ہے۔ اس نے بڑے پر جوش انداز میں کہا وہ ہمارا دوست ہے۔ "سلام" جن کو نوبل پرائز مل چکا ہے۔ اس نے گزارش کی کہ سلام آپ ایک منٹ کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ ڈاکٹر صاحب عاجزی اور انکساری سے سر جھکائے کھڑے ہوئے۔ تو تمام سامعین کی نظریں سٹیج سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی طرف ہو گئیں۔ بس پھر کیا تھا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے احترام میں سب لوگ کھڑے ہو گئے اور بس خوشی کے مارے "جشن" کا ہی سماں تھا۔

لیکچر کے بعد عشائیہ تھا۔ تمام سائنسدان ایک دوسرے سے Scientific Ideas پر تبادلہ خیالات کر رہے تھے۔ ایک سائنسدان نے مجھے بتایا کہ آج کے لیکچر میں تمام سامعین میڈیسن بیالوجی اور بایو کیمسٹری سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ فزکس کے ایک ہی ہیں جن کو ان موضوعات پر دلچسپی ہی نہیں بلکہ عبور حاصل ہے۔ اور اسی وجہ سے بیالوجسٹ جتنی عزت اور احترام ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی کرتے ہیں بہت ہی کم سائنسدانوں کے نصیب میں ہوتی ہے۔

وطن سے محبت ڈاکٹر صاحب کی اپنے وطن سے محبت اور عقیدت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب بیماری کی وجہ سے جب چل پھر بھی نہیں سکتے تھے اور وہیل چیئر پر تھے تو ڈاکٹر صاحب کو نیویارک کی ایک غیر از جماعت تنظیم نے یہ دعوت دی کہ آپ نیو یارک تشریف لائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس تنظیم کی دعوت قبول کر لی۔ اور اس تکلیف دہ حالت میں بھی نیو یارک تشریف لائے۔ مجھے اور چند دوسرے افراد کو بہت ہی دکھ ہوا کہ جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کو لندن سے بلایا ہے ان لوگوں کے اپنے مقاصد ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کے نام اور شہرت کی وجہ سے یہ خود اپنے آپ کی بڑائی کے خواہاں ہیں۔ ایسی حالت میں ڈاکٹر صاحب کو تکلیف دینا بہت ہی زیادتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب سے اس سلسلہ میں ایک دوست کی بات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کے لئے پاکستان کا نام لینا ہی کافی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے جذبات اپنے وطن کے لئے بہت ہی نازک ہیں۔ ڈاکٹر صاحب محض اس تقریب میں پاکستان کے نام کی وجہ سے آئے ہیں۔ اور پھر اسی تنظیم نے نیو یارک کے Botanical Garden میں پاکستانی میلہ کا اہتمام کیا۔ سخت سرد ہوا چل رہی تھی۔ ان لوگوں کا دل رکھنے کے لئے ڈاکٹر صاحب Wheel chair پر پاکستانی میلہ میں بھی تشریف لے گئے۔ وہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید ڈاکٹر عبدالسلام جیسی عظیم اور مشہور ہستی کی وجہ سے ان کے وقار میں کچھ اضافہ ہو جائے گا۔ اس واقعہ سے ان لوگوں کی تو شاید قدر میں اضافہ بالکل نہ ہوا۔ بلکہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی عظمت میں مزید اضافہ ہوا۔ اور وطن کے نام پر ڈاکٹر صاحب کی ہر قربانی اور صعوبت برداشت کرنے کی ہمت دیکھ کر ہر اپنا اور غیر حیران ہوا۔

اساتذہ کا احترام محترم ڈاکٹر صاحب اپنے تمام اساتذہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ خواہ ان اساتذہ سے پرائمری سکول میں پڑھا یا ان سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ جب بھی ان سے ملتے اپنا سر ان کے سامنے جھکا کر احتراماً کھڑے ہوتے۔

ایک مرتبہ امریکہ میں ایک بہت ہی مشہور سائنس دان لنڈن کا سائنس میوزیم دیکھ کر آئے۔ باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی سائنس میوزیم بہت پسند ہے۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ڈاکٹر صاحب اپنے استادوں کی بہت عزت کرتے تھے جس کا یورپ اور امریکہ کے طالب علموں میں فقدان ہے۔ کیا یہ مشرقی تہذیب ہے۔ میں نے سن کر بتایا کہ تہذیب تو بعد کی بات ہے یہ ہمارے دین کی تعلیم ہے۔ اور اسی وجہ سے میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ میں اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہم مذہب ہیں۔ وہ یہودی سائنس دان بہت زور سے مسکرائے اور خوشی کا اظہار کیا۔

نوکروں سے پیار گورنمنٹ کالج لاہور میں ڈاکٹر انور ملک صاحب ہمیں Cell Biology پڑھاتے تھے۔ اور چاچا فقیریا ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں مددگار ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ موسم سرما کے دوران ہم تینوں ڈیپارٹمنٹ کے برآمدہ میں دھوپ سینکنے کی غرض سے بیٹھے تھے۔ کہ ایک عمر رسیدہ شخص بھینس لے کر ہمارے قریب سے گزرا اور جونیئر کوارٹرز کی طرف چلا گیا۔ ڈاکٹر انور ملک صاحب کہنے لگے یہ شخص ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے گورنمنٹ کالج لاہور میں زمانہ طالب علمی کے دوران کا نوکر ہوتا تھا۔ بابا جی کا بیان ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس وقت ان کی بہت عزت کرتے تھے اور اس کے بعد آج تک اس کو پیسے بھجواتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو جب نوبل پرائز ملا تو سب نے بابا جی سے کہا کہ تمہارے صاحب کو بہت بڑا انعام ملا ہے۔ اس کے چند ہی روز بعد بابا جی کو ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی طرف سے رقم موصول ہوئی۔

میں جب گورنمنٹ کالج میں پڑھتا تھا تو ایک نوکر جو کافی بوڑھا تھا وہ آیا اس کو بابا طفیل کہتے تھے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کام کروا لیا کریں۔ میں نے معذرت کی کہ میں تو غریب آدمی ہوں سارا کام خود کرنے کی عادت ہے تو اس نے کہا کہ کام کراؤ یا نہ میں مستحق ہوں کچھ مدد کا بہانہ ہی سمجھ لیں۔ بابا طفیل کو معلوم تھا کہ میں احمدی ہوں اور ربوہ کا ہوں۔ وہ میری جوتی پالش کرنے لگا تو میں نے کہا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ ایک عمر رسیدہ شخص میری جوتی پالش کرے۔ بابا طفیل کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور بہت جذباتی ہو گیا۔ کہنے لگا کہ ڈاکٹر سلام صاحب بھی اسی ہوسٹل میں رہتے تھے۔ اور یہی بات وہ بھی کہتے تھے۔ ہم سب کی بہت عزت کرتے تھے اور بہت ہی پیار سے پیش آتے تھے۔ کیا تم نے بھی یہ ڈاکٹر سلام صاحب سے سیکھا ہے۔

ذہانت کا سادہ امتحان مجھے پوسٹ ڈاکٹریٹ کرنے کے لئے کولڈ سپرنگ ہاربر لیبارٹری امریکہ کی فیلو شپ ملی۔ اس لیبارٹری نے درجنوں نوبل انعام یافتہ سائنسدان پیدا کئے۔ میرا انٹرویو ڈاکٹر رچرڈ رابرٹس نوبل انعام یافتہ نے لیا۔ انہوں نے دوسرا سوال ہی ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں کر دیا۔ اور پھر پوچھا کہ کس پرائمری سکول میں پڑھے ہو۔ اور کیا کیا پڑھا ہے۔ پھر ہائی سکول کی تعلیم کا پوچھا۔ اور انٹرویو ختم ہوا۔ انٹرویو کے بعد میں باہر آیا تو یقین تھا کہ فیلو شپ مل جائے گی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے ایک مرتبہ یہ بتایا تھا کہ انٹرویو کے دوران بسا اوقات بڑے بڑے سائنسدان ابتدائی تعلیم کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ امیدوار کی یادداشت ٹیسٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جو طالب علم اس آزمائش میں احسن طریق سے گزر جائے اور بیس پچیس سال گزرنے کے باوجود جو پڑھا ہو وہ عمومی طور پر یاد ہو اس کو ضرور سلیکٹ کر لیا جاتا ہے۔ اس لئے جو پڑھیں اس طرح پڑھیں کہ اس کا مفہوم تو کم از کم یاد رہے۔

کولڈ سپرنگ ہاربر لیبارٹری میں تین نوبل انعام یافتہ سائنسدان تھے۔ ڈاکٹر جیمز واٹسن۔ ڈاکٹر باربرا میکلیک ٹاک اور ڈاکٹر رچرڈ رابرٹس یہ سب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی بے انتہا عزت کرتے تھے۔ اور انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر سلام صاحب کولڈ سپرنگ ہاربر لیبارٹری میں کئی مرتبہ تشریف لا چکے ہیں۔ اور متفقہ طور پر سب کا یہ کہنا تھا کہ ایسا شخص بہت مدت بعد اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔

علم و معرفت مغربی ممالک میں بے شمار نامور سائنس دانوں کو دیکھنے کا موقع ملا اور ان سے واسطہ پڑا۔ کئی لوگ تو علم کی بلندیوں کو چھونے کے بعد اس مزاج کے ہو جاتے ہیں کہ وہ Big Headed کہلانے لگتے ہیں۔ اور کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ اپنے آپ پر بے انتہا غرور کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو جس کی اپنے اور غیر تو کیا عیسائی، یہودی اور ہندو بھی ان کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف کرتے تھے۔ وہ تھی ڈاکٹر صاحب کی عاجزی اور انکساری۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ملنے والی خدائی خبر "تیرے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے" جہاں ڈاکٹر صاحب پر یہ علم کے میدان میں پورا ہوا وہاں معرفت میں بھی اسی طرح پورا ہوا۔ آپ رحم دل، خدا ترس اور ایک عاجز انسان تھے۔ اکثر یہ کہتے تھے کہ میں کیا چیز ہوں اصل تو حضرت صاحب اور میرے والدین کی دعائیں ہیں جن کی بدولت اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے۔

OOO

> ادب کا طریق اور عاجزی کی راہ یہی ہے کہ ہم اس کی (خدا کی) عطا کردہ قوتوں یا صلاحیتوں یا دوسرے مادی اسباب اور روحانی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔
> (حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

اسپیشلسٹ ولکنائزنگ میٹریل ۔ شاہین کشن
شاہین ٹریڈ اینڈ بی کلاس کمپونڈ
یاسر ربڑ انڈسٹریز
حاجی پورہ سیالکوٹ
پروپرائیٹر: محمد آصف گھمن
فون: 0432-66978

نیو رسول روڈ
نزد کوٹیک فلنگ سٹیشن
قینچی موڑ
منڈی بہاؤالدین
رشید موٹر ورکشاپ
فون: دوکان 0456-502998
گھر 0456-501016
پروپرائیٹرز: عبدالرشید، عبدالقدوس

انٹرکام ایکسچینج
ٹیلی فون ایکسچینج ۔ الیکٹرونکس پارٹس سپلائی
امپورٹر
ایکسپورٹر
لیڈرز انٹرپرائیزز
11 ۔ میونسپل کمپلیکس K/5 مری روڈ راولپنڈی
فون دفتر: 552388
559379
فیکس: 553003

دعوت الی اللہ میں حصہ لے کر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی دعائیں حاصل کریں
فینسی زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
صرافہ بازار سیالکوٹ
فون: دوکان: 592316 گھر: 586297 - 551179

HONDA
ڈیلر ۔ سپیئر پارٹس
سوزوکی ۔ یاماہا
ہنڈا، کاواساکی ٹائر ٹیوب
ہر موٹر سائیکل کا سامان بازار سے
بارعایت خریدیں ۔ مرمت کی سہولت
بھی موجود ہے ۔
ایم کاشف آٹوز انجنیئرز
بالمقابل علمدار کالج
حسین آگاہی روڈ
ملتان
فون دفتر 32971
78497
فیکس 92-061-520882

Fine Quality
OFFSET PRINTING
WITH LATEST COMPUTERISED
PROCESSING UNITS
GRAPHIC DESIGNERS
CATALOGUES PRINTERS
ADVERTISERS
DOT & ART
DESIGNERS PRINTERS
MUGHAL MARKET, RAILWAY ROAD SIALKOT.
FAX:553663

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی سوانح حیات
تحدیث نعمت
ملنے کا پتہ
طاہر کمپوزنگ سنٹر، گابا بلڈنگ، رائل پارک، لاہور
فون: 636 6931 - 631 1931

پولارائیڈ فوٹوز ۔ سامان فوٹوگرافی ۔ فوٹوسٹیٹ ۔
یادگار فوٹوگراف اور کلر فلموں کی ڈویلپنگ پرنٹنگ
کیلئے تشریف لائیں ۔
فوٹو ہائم
پروپرائیٹر
4 ۔ جلال مارکیٹ ربوہ فون 736

کارڈلیس فون ۔ انٹرکام کی تسلی بخش
مرمت کا مرکز
آل الیکٹرونکس
دوکان نمبر 56
الفیصل مارکیٹ لیاقت روڈ راولپنڈی
فون دوکان: 051 - 536 393

ALL KIND OF LEATHER GOODS
SPECIALIST IN GLOVES
OF ALL KINDS
BTC
MANUFACTURERS:-
IMPORTERS & EXPORTERS
Billoo
TRADING CORPORATION
P. O. Box : 877 SIALKOT - PAKISTAN
BILLOO TRADING CORPORATION
P. O. BOX. 877 SIALKOT PAKISTAN
Tel. Off. : 0432 - 593756
Fac : 0432 - 267115
Resd. : 0432 - 67087 - 65197
Fax : 0432 - 592086
Telex : 46434 BILLOO PK
Cable : BILLOO, SIALKOT

معیاری اور عمدہ اشیاء صرف
کیلئے تشریف لائیں

ذائقہ بناسپتی
خالص جیسے ماں کا پیار
عبدالرؤف کمیشن شاپ
تحصیل روڈ غلہ منڈی گوجر خان
دوکان: 0571 - 2924
رہائش: 0571 - 2048

حبیب الرحمان زیروی۔ اسسٹنٹ لائبریرین خلافت لائبریری۔ ربوہ

وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی خبر دیتے وقت اس کی صفات حسنہ کا خاکہ بھی کھینچا جس میں آنیوالے مبارک وجود کی باون علامات اور سترہ مقاصد بیان فرمائے آنے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا۔

"وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جائے گا۔"

"تا دین (-) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔"

سب سے پہلے تو یہ واضح ہونا چاہئے کہ "علوم ظاہری و باطنی" سے کیا مراد ہے؟ اس کا حل دوسرے الفاظ میں مضمر ہے اور وہ یہ ہیں کہ

"...... اور تا دین (-) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

سو علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو دین (-) کا شرف اجاگر کرنے اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے سلسلہ میں ضروری ہیں یہ مراد نہیں کہ علم حساب۔ علم جغرافیہ۔ علم تاریخ و دیگر مروجہ علوم کے تمام شعبوں اور مراحل کو یہ وجود اپنے اندر جمع کرلے گا بلکہ یہ مراد ہے کہ ان تمام علوم کو وہ اس حد تک اپنے اندر جمع کرلے گا اور ان سے پر کیا جائے گا کہ وہ دیگر مذاہب عالم کے مقابل پر دین (-) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر بخوبی آشکار کردے گا اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے کئی بار اپنی تقاریر و تحریرات میں اس بات کا دعویٰ فرمایا کہ جہاں تک دین کی علمی مدافعت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام علوم کا اس حد تک فہم عطا کیا ہے کہ اگر کسی بھی علم کے ماہرین کی طرف سے اس مخصوص علم کی بناء پر دین حق پر اعتراض کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اسی علم کے مسلمہ بنیادی اصولوں کے ذریعہ سے اس معترض کو ساکت و خاموش کر دیں گے اور اگر کسی کو اس دعویٰ کی صداقت میں شک ہو تو وہ میدان میں نکلے اور دین حق پر اعتراض کرکے دیکھے۔

علوم ظاہری و باطنی کا مطلب جاننے کے لئے ضروری ہے کہ الفاظ "ظاہری و باطنی" کا مطلب سمجھا جائے یعنی علوم ظاہری کون کون سے ہیں اور علوم باطنی کون کون سے ہیں؟ سو واضح ہو کہ علوم ظاہری وہ علوم ہیں جو حواس ظاہری سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ یعنی بصارت اور سماعت کے ذریعہ دینی علوم میں بھی ان کے کچھ ظاہری حصص ہیں جن کو ہم کتب کا مطالعہ کرکے یا علماء کی تقاریر سن کر حاصل کرسکتے ہیں ان علوم کے حصول میں نیک و بد کی کوئی تمیز نہیں ہر انسان جو معروف طریقوں کو اختیار کرتے ہوئے محنت کرے گا وہ ان علوم کو حاصل کرلے گا۔ پس علوم ظاہری وہ ہیں جن کا رخ باہر سے اندر کی طرف ہوتا ہے یعنی ایک شخص حواس ظاہری آنکھوں اور کانوں وغیرہ کے ذریعہ انہیں حاصل کرکے اپنے دماغ و دل کو منور کرتا ہے اس کے مقابل پر کچھ ایسے علوم بھی ہیں جن کا ماخذ و منبع انسان کا قلب ہوتا ہے پھر وہاں سے ان کا رخ اور اجراء باہر کی طرف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے قلب پر وہ علوم نازل کرتا ہے یا ان کا بیج مجمل صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندے کے قلب مطہر میں بو دیا جاتا ہے پھر وہ بیج ایک لہلہاتی ہوئی فصل یا ایک جوش مارنے والے چشمہ کی صورت میں اس بندے کی زبان یا قلم سے ظاہر ہوتا ہے گویا ان علوم کا رخ باطن سے ظاہر کی طرف ہوتا ہے۔

دین حق کے شرف اور کلام اللہ کے رتبے کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کو دونوں قسم کے علوم سے اللہ تعالیٰ نے پر کردیا تھا ظاہری علوم سے بھی اور باطنی علوم سے بھی عربی زبان کے صرفی نحوی مسائل۔ تاریخ از منہ و اقوام اولیٰ۔ علم لغت۔ علم بیان معانی و بدیع الغرض ہر علم کے ذریعہ آپ نے اپنی تحریرات میں اپنے وسیع تبحر کا نمونہ پیش کیا ہے۔

جہاں تک مروجہ علوم کا تعلق ہے حضرت امام جماعت الثانی میٹرک بھی نہ تھے۔ دینی تعلیم کے لئے کسی خاص مدرسے یا دارالعلوم میں داخل نہیں ہوئے تاہم کلام الٰہی' حدیث' مثنوی مولانا روم وغیرہ کتب حضرت امام جماعت احمدیہ الاول مولانا حکیم نورالدین صاحب سے پڑھیں اور پرائیویٹ طور پر اپنے علمی دائرے کو وسیع کیا اس ابتدائی علم میں اللہ تعالیٰ نے خارق عادت برکت ڈالی یہ دائرہ نہایت تیزی سے پھیلتا گیا اور کم عمری میں ہی آپ نے علمی لحاظ سے غیر معمولی شخصیت کی حیثیت اختیار کرلی 1906ء میں جب آپ کی عمر 15۔16 سال کے لگ بھگ تھی آپ کی علمی اور تنظیمی صلاحیتوں اور استعدادوں کا واضح ظہور ہوا اس سال آپ نے ایک معرکتہ الآراء پبلک لیکچر "شرک کی تردید" کے موضوع پر دیا جو "چشمہ توحید" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا۔ اسی سال آپ نے نوجوانوں کی علمی اور تربیتی ترقی کے لئے ایک تنظیم قائم کی جس کا نام حضرت بانی سلسلہ نے "انجمن تشحیذ الاذہان" تجویز فرمایا اسی سال آپ نے اس انجمن کا رسالہ اسی نام سے شائع کرنا شروع کیا۔

چنانچہ اس بچپن میں آپ کے قلم سے نکلے ہوئے متعدد پر معارف مضامین اور مقالات اس رسالہ میں شائع ہوئے۔ جنہیں پڑھ کر اپنوں کے علاوہ غیر بھی متاثر ہوئے۔

علم کی تشریح و توضیح میں کوئی شخص کتنی بھی کتابیں رسالے تصنیف کرلے لیکن ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ وہ دنیا کے ہر معروف علم سے گہری واقفیت رکھتا ہو۔ صرف گہری واقفیت ہی نہ رکھتا ہو بلکہ جملہ علوم کے نقائص پر بھی اطلاع رکھتا ہو اور ان پر تنقید کرسکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جائے گا حضرت امام جماعت الثانی کو ان تمام علوم کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ آپ کے اتنے وسیع لٹریچر کی خصوصیت ہے کہ وہ مذہبی اور دینی علوم کے علاوہ اخلاقیات۔ سیاسیات۔ نفسیات۔ معاشیات۔ اقتصادیات۔ عمرانیات۔ تاریخ اور پھر ان معاشرتی علوم کے علاوہ سائنس کی دوسری شاخوں۔ فزکس' کیمیا' حیاتیات' علم نباتات۔ علم الابدان اور طب وغیرہ کے حقائق سے بھی لبریز ہے یہ کثرت معلومات غیر معمولی چیز ہے آپ کے لٹریچر میں ان تمام علوم پر بحث موجود ہے جس سے ان علوم سے آپ کی گہری واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے علمی کارناموں میں ایک کثیر حصہ ان تقاریر پر مشتمل ہے جو کہ حضرت صاحب نے جلسہ سالانہ اور دیگر مواقع پر فرمائیں۔

جس کی کس قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

آپ کی پہلی پبلک تقریر جلسہ سالانہ دسمبر 1906ء میں ہوئی جبکہ آپ کی عمر ابھی اٹھارہ برس بھی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت قاضی ظہورالدین اکمل نے اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھا۔

"میں ان کی تقریر خاص توجہ سے سنتا رہا کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا واقعی اتنی چھوٹی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔"

(الحکم 10۔ جنوری 1907ء)

"حضرت بانی سلسلہ کے وصال کے بعد انیس بیس سال کی عمر میں جلسہ سالانہ 1908ء میں 28۔ دسمبر کو آپ نے "ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں" کے موضوع پر تقریر فرمائی اس تقریر کے متعلق حضرت مولوی شیر علی صاحب لکھتے ہیں۔

اس وقت آپ کی آواز اور آپ کی ادا اور آپ کا لہجہ اور طرز تقریر حضرت بانی سلسلہ کی آواز اور طرز تقریر سے ایسے شدید طور پر مشابہ تھے۔ کہ سننے والوں کے دل میں حضرت کی یاد تازہ ہوگئی۔ سامعین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

حضرت صاحب کی علمی اور قلمی زندگی کا منظم آغاز 1906ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے ذریعہ ہو جاتا ہے۔ 1913ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کی اجازت سے آپ نے قادیان سے "الفضل" جاری فرمایا اور انتخاب امامت ثانیہ تک اس اہم فرض کو بطریق احسن سرانجام دیتے رہے۔ الفضل کا اجراء جماعت احمدیہ کی صحافتی ترقی کا ایک اہم موڑ ہے۔ حضرت صاحب نے واضح رنگ میں متانت سنجیدگی' سادگی' بے تکلفی اور صداقت کو اپنا اصول قرار دیا اور یہی چیزیں آج تک احمدیہ پریس کی خصوصیات ہیں۔

اس پس منظر سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت صاحب کے تحریری سرمائے کا آغاز صحافتی زندگی سے ہوا حضرت صاحب کے مذہبی اور نیم مذہبی مقالات اور مضامین میں غیر معمولی ذہانت علمیت اور استدلالیت کے عناصر موجود ہیں۔ 1914ء میں انتخاب امامت کے بعد نئی عظیم ذمہ داری کی وجہ سے آپ کی علمی اور قلمی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں آپ نے انتہائی مصروفیت کے باوجود جماعت احمدیہ' اور عام ملکی اور قومی ضروریات کے پیش نظر متعدد کتب' رسائل' پمفلٹ اور مضامین رقم فرمائے اس کے علاوہ سینکڑوں معرکتہ الآراء تقاریر کیں۔ ..... کبیر اور ..... صغیر کے عظیم علمی کارنامہ کے علاوہ اس قلمی اور علمی سرمایہ کو فضل عمر فاؤنڈیشن نے خطبات محمود اور انوارالعلوم کے نام سے شائع کرنا شروع کیا ہے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ذیلی تنظیموں سے خطابات کو انصاراللہ نے سبیل الرشاد' خدام الاحمدیہ نے مشعل راہ' لجنہ اماء اللہ نے الازہار لذوات الخمار کے نام سے شائع کیا ہے۔ کشوف حضرت امام جماعت الثانی اور فتاویٰ حضرت امام ثانی (غیر مطبوعہ) ان کے علاوہ ہیں اس کے علاوہ آپ کے غیر مطبوعہ مسودات بھی کافی تعداد میں خلافت لائبریری میں محفوظ ہیں۔ آپ کے ارشاد فرمودہ درس اور مجالس عرفان بھی اس تعداد میں شامل نہیں علاوہ ازیں مختلف رسائل اور اخبارات میں آپ کی طرف سے جو اعلانات پیغامات اشتہارات دیئے جاتے رہے وہ بھی اس تعداد میں شامل نہیں 1922ء سے حضرت امام جماعت الثانی نے مجلس مشاورت کا نظام جاری فرمایا چند مواقع کے علاوہ آپ نے مجلس مشاورت میں شرکت فرمائی اور بیش بہا علمی اور انتظامی خطابات سے نوازا یہ عرصہ کم و بیش چالیس سال پر محیط ہے یہ عظیم علمی سرمایہ اگرچہ رپورٹس مجلس مشاورت کی صورت میں محفوظ ہے لیکن یکجائی صورت میں تاحال حضرت امام جماعت الثانی کی کتب میں شامل نہیں ہے۔ سرسری مطالعہ سے آپ کی 190 سے زائد کتابوں پمفلٹوں اور مطبوعہ تقاریر کا علم ہو سکا ہے' جو مطبوعہ سرمایہ موجود ہے اس کی خصوصیات سے آپ کے رفیع الشان علمی مقام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت امام جماعت الثانی کی جلسہ سالانہ پر تقاریر کے عناوین درج ذیل ہیں۔

1911ء مدارج تقویٰ
1914ء برکات (امامت)
1915ء انوار (امامت)
1916ء ذکر الٰہی
1917ء حقیقت الرویاء
1919ء عرفان الٰہی
1919ء تقدیر الٰہی
1920ء ملائکۃ اللہ
1921ء ھستی باری تعالیٰ
1922ء نجات (مشترکہ کتاب دو تقاریر)
1923ء خلاصہ تقریر 1923ء 5 صفحات
1925ء منہاج الطالبین
1926ء متفرق امور
1927ء تقریر دلپذیر (27 دسمبر)
1927ء حضرت (بانی سلسلہ) کے کارنامے (28۔ دسمبر)
1928ء تا 1932ء و 1936ء فضائل (کلام الٰہی)
1935ء تحریک جدید کے مقاصد اور ان کی اہمیت
1935ء دنیا کی سیاست میں احمدیت کیا تغیر پیدا کر

دانت اچھے صحت اچھی

دانت نکالنا کوئی علاج نہیں
دانت مت نکلوایئے
دانت درد کا فوری علاج

35 سالہ تجربہ کار

دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔
دانتوں کے کراؤن بنوانے کیلئے تشریف لادیں

شریف ڈینٹل کلینک ربوہ فون: 418

دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض مثلاً پائیوریا، ماسخورہ، خون کا آنا، پانی کا گرم اور سرد لگنے کا تسلی بخش علاج ۞ فل سیٹ کے ماہر

ٹیڑھے اور بدصورت دانت سیدھے اور خوبصورت کئے جاتے ہیں

• فرج • فریزر
• کوکنگ رینج
• گیزر
• واشنگ مشین
• ہیٹر کیلئے

احمد برادرز

شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون: 451050 / 420958

تازہ مچھلی اور مرغ

ادریس فش شاپ

پروپرائیٹر شاہد احمد
رحمت بازار ربوہ

ایئر کنڈیشنڈ گاڑی نیز کاریں کرایہ پر دستیاب ہیں
پتہ: محلہ دارالفضل مکان 32/3 چونگی ربوہ

مضبوطی میں بے مثال
کارکردگی میں لاجواب
HERCULES
ہرکولیس پٹہ کمانی

سپیشلسٹ
• پٹہ کمانی
• سلنسر پائپ
• آٹو ربڑ پارٹس
نیز سوزوکی جینئن پارٹس

میاں بھائی
10- منٹگمری روڈ، لاہور

ضلع جھنگ کا واحد منظور شدہ انٹرنیشنل پی سی او

دن رات آپکی خدمت کیلئے کھلا ہے

اندرون ملک و بیرون ملک فوری کال کیلئے
فون: 212311
معلومات کیلئے رابطہ نمبر 211911

ED المصور
پبلک کال آفس
ریلوے روڈ ربوہ

جدید ترین باسہولت
لال پمپ، کلائمیٹ
عزیز پمپ

مکمل گارنٹی۔ مکمل میٹریل۔ بورنگ اور تسلی بخش فٹنگ کی سہولت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ڈیلر: خان سینیٹری ورکس اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212831

THE NAME IN THE GAME

MANUFACTURER AND EXPORTER
OF SPORTS GOODS AND WEARS

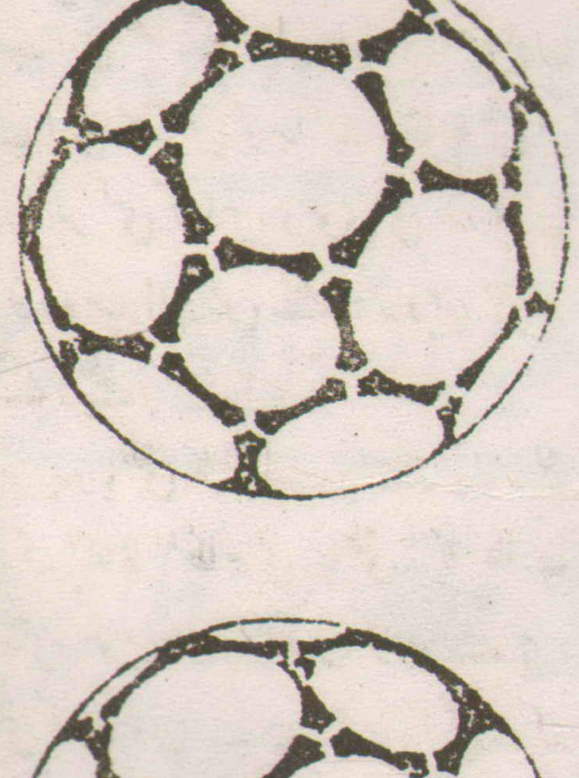

LEABROS INDUSTRIES

WAZIR ABAD ROAD, ISMAIL ABAD, SIALKOT PAKISTAN.
TEL: (0432) 260323, 260314, 262292, 262293 FAX: (0432) 262239

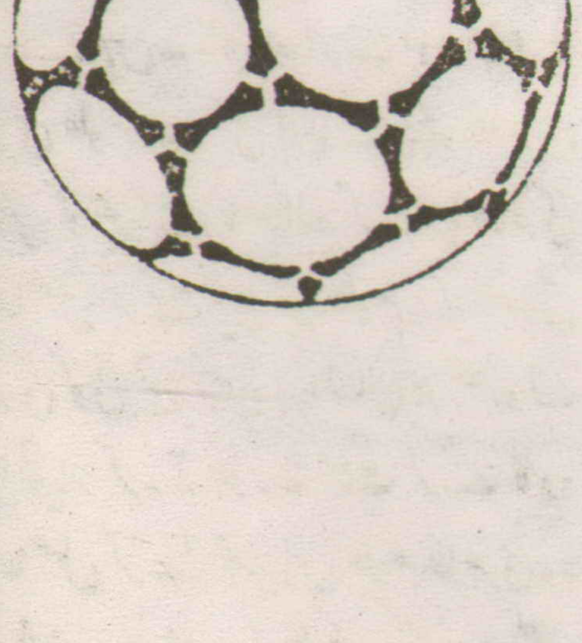

LEABROS SPORTARTIKEL GMBH

NASEER MEHMOOD MALIK

INDUSTRIE STR-31
63674 ALTENSTADT / HESSEN GERMANY
TEL: (06047) (6058-59) FAX: (06047) (1258)

سکتی ہے۔

1937ء انقلاب حقیقی

1938ء' 1940ء' 1941ء' 1948ء' 1950ء' 1950ء' 1954ء تا 1958ء' سیر روحانی

1939ء خلافت راشدہ

1942ء نظام نو

1943ء اسوہ حسنہ

1944ء پیشگوئی حضرت امام الثانی کے متعلق

1946ء (دین حق) دنیا میں غالب آکر رہے گا۔

1950ء جماعت احمدیہ کی مخالفت اور حقیقت

1951ء چشمہ ہدایت

1952ء تعلق باللہ

ان مسائل روحانیہ کی بابت جو علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا وہ صرف ان تقاریر پر ہی موقوف نہیں بلکہ لاتعداد خطبات تصانیف' مجالس عرفان پر پھیلا ہوا ہے۔ علوم روحانی کا اس قدر ذخیرہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ جمع کروا دیا ہے کہ نہ صرف اس زمانہ کے لوگ ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں بلکہ قومیں تاحشران سے مستفیض رہیں گی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے مختلف علوم میں مہارت کا جو سکہ منوایا۔ اس بارے میں تصانیف وتقاریر کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے۔

علم کلام 1۔ انوار خلافت 1916' 2۔ احمدیت یعنی...... 1924ء' 3۔ اعمال صالحہ 1937ء' 4۔ اصول احمدیت 1934ء' 5۔ الموعود 1944ء' 6۔ احمدیت کا پیغام۔ 7۔ احمدی اور غیر احمدی فرق' 8۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت۔ 9۔ برکات (امامت) 1915ء' 10۔ تعلیم العقائد والاعمال 1951ء' 11۔ تقدیر الٰہی 1919ء' 12۔ تحقیقاتی عدالت میں امام جماعت احمدیہ کا بیان 1954ء' 13۔ حقیقۃ النبوۃ 1915ء' 14۔ حقیقتہ الرویاء 1918ء' 15۔ حقیقتہ الامر 1918ء' 16۔ حق الیقین ردہفوات المنافقین 1926ء' 17۔ حضرت بانی سلسلہ کے کارنامے 1928ء' 18۔ حضرت بانی سلسلہ کی صداقت کے تین شاہد' 19۔ (امامت) حقہ (-) 1956ء' 20۔ (امامت) احمدیہ کے مخالفین کی تحریک 1957ء' 21۔ خزینتہ العلوم' 22۔ خلافت راشدہ 1961ء۔ 23۔ دیباچہ (-) کلام الٰہی 1948ء' 24۔ دعوت علماء قادیان 1922ء' 25۔ روحانی علوم' 26۔ رسول کریم ﷺ کی عزت کا تحفظ ہمارا فرض۔ 27۔ سرزمین کابل میں ایک تازہ نشان کا ظہور 1935ء' 28۔ تقدیر کے متعلق 1951ء' 29۔ عقائد احمدیت 1961ء 30۔ فتح (دین حق)' 31۔ قادیانی مسئلہ کا جواب 1954ء' 32۔ (دین حق کا پیروکار) وہی ہے جو تمام ماموروں کو مانے۔ 1924ء' 33۔ ملائکۃ اللہ 1921ء۔ 34۔ منصب (امامت) 1914ء' 35۔ مجمع البحرین 1926ء' 36۔ میں (دین حق) کو کیوں مانتا ہوں۔ 37۔ مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق (دین حق کا) نظریہ 1954ء' 38۔ نجات۔ 1909ء' 39۔ نجات 1922ء' 40۔ نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر 1952ء' 41۔ ندائے ایمان نمبر1 تا نمبر4۔' 42۔ ہستی باری تعالیٰ۔ 43۔ ایک غلط بیانی کی تردید۔ 44۔ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے 1914ء۔

سیرت و سوانح 1۔ اسوۂ کامل (ﷺ) 1933ء۔ 2۔ آنحضرت ﷺ کی بلند ترین شان 1937ء' 3۔ اسوۂ حسنہ 1961ء۔ 4۔ پیارا نبی ﷺ اور آپؐ کی تعلیم 1928ء۔ 5۔ سیرت النبی ﷺ۔ 6۔ ہمارا کرشن۔ 7۔ سیرۃ خیر الرسل۔ 8۔ نبیوں کا سردار 1954ء۔ 9۔ دنیا کا محسن 1928ء۔ 10۔ رحمتہ للعالمین 1946ء۔ 11۔ رسول کریم کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہوں گے۔ 1927ء۔ 12۔ سیرت آنحضرت ﷺ۔ 13۔ جماعت احمدیہ کا عقیدہ۔ 1944ء۔ 14۔ سیرت حضرت بانی سلسلہ 1916ء۔

علم تاریخ 1۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز 1937ء۔ 2۔ سلسلہ احمدیہ کے حالات کی صحیح تاریخ۔ 3۔ بالشویک علاقہ میں (اشاعت) احمدیت۔

علم تصوف 1۔ سیر روحانی' 2۔ عرفان الٰہی 1919ء۔ 3۔ مدارج التقویٰ 1919ء۔ 4۔ محبت الٰہی 1924ء۔ 5۔ منہاج الطالبین۔ 6۔ ذکر الٰہی۔

تربیت واصلاح 1۔ پردہ 1958ء۔ 2۔ (دعوت الی اللہ) ہر (احمدی) پر فرض ہے 1958ء۔ 3۔ حالات حاضرہ کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کا فرمان 1947ء۔ 4۔ خدمت دین کا فریضہ اور احمدی نوجوان 1962ء۔ 5۔ الازہار لذوات الخمار۔ 6۔ خطبات جمعہ۔ عیدین و نکاح۔ 7۔ خطبہ السید میرزا محمود احمد (بغداد) 1948ء۔ 8۔ خطبات محمود (10 جلدیں)۔ 9۔ مشعل راہ۔ 10۔ فرائض مستورات۔ 11۔ فریضہ (دعوت الی اللہ) اور احمدی خواتین۔ 12۔ کیا آپ (دین حق) کی زندگی چاہتے ہیں 1927ء۔ 13۔ خطبات بابت مطالبات تحریک جدید۔ 14۔ ہدایات برائے (مربیان) (احمدیت) 1923ء۔ 15۔ ہدایات زریں برائے احمدی (مربیان) 1921ء۔ 16۔ خطبہ پردہ 1958ء۔ 17۔ احباب جماعت کے نام ضروری پیغام 1959ء۔ 18۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا روح پرور خطاب 1961ء۔ 20۔ شکریہ و ضروری اعلان۔ 21۔ صلح کا پیغام۔ 22۔ میری وصیت۔ 23۔ رسول کریم ﷺ کی عزت کا تحفظ۔

دعوت الی اللہ 1۔ اللہ تعالیٰ کی مدد صرف صادقوں کے ساتھ ہے 1915ء۔ 2۔ پکارنے والے کی آواز۔ 3۔ تحفتہ الملوک 1914ء۔ 4۔ تقریر سیالکوٹ 1922ء۔ 5۔ تحفہ شاہزادہ ویلز 1923ء۔ 6۔ تحفہ لارڈ ارون 1931ء۔ 7۔ (دعوت الی اللہ) الحق 1934ء۔ 8۔ چشمہ ہدایت 1951ء۔ 9۔ خدا کے قہری نشان 1947ء۔ 10۔ دعوۃ الامیر 1935ء۔ 11۔ صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے 1908ء۔ 12۔ پیغام (حضرت بانی سلسلہ) 1915ء۔ 13۔ ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب 1925ء۔ 14۔ تقریر شملہ۔ 15۔ ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کے لئے تیار۔

تردید اہل پیغام 1۔ القول الفصل 1913ء۔ 2۔...... مولوی محمد علی صاحب کو آخری دعوت۔ 3۔ اہل پیغام کے عقائد کے فیصلہ کا آسان طریق 1945ء۔ 4۔ آئینہ صداقت 1921ء۔ 5۔ چند غلط فہمیوں کا ازالہ 1915ء۔ 6۔ اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات۔ 7۔ اظہار حقیقت 1918ء۔

موازنہ مذاہب 1۔ اسلام اور دیگر مذاہب 1916ء۔ 2۔ مسئلہ تناسخ 1956ء۔ 3۔ کرشن اوتار کا سندیش 1956ء۔ 4۔ سکھ جاتی کے نام درد بھری اپیل 1947ء۔ 5۔ ضرورت مذہب 1958ء۔ 6۔ پیغام آسمانی محمود کی زبانی 1924ء۔ 7۔ گوشت خوری 1924ء۔ 8۔ پہاڑی وعظ 1925ء۔ 9۔ (دین حق) پر ایک آریہ پروفیسر کے حملہ کا جواب۔ 10۔ وہی ہمارا کرشن۔ 11۔ اسلام یا عیسائیت 1954ء۔ 12۔ سردار کھڑک اور ان کے ہمراہیوں کو دعوت۔ 13۔ سکھ قوم کے نام۔

سیاست 1۔ ایک سیاسی لیکچر 1924ء۔ 2۔ اساس الاتحاد 1924ء۔ 3۔ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر 1925ء۔ 4۔ ہندو مسلم فسادات کا علاج 1927ء۔ 5۔ آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں 1927ء۔ 6۔ الکفر ملت واحدہ۔ 7۔ (دین حق) کا آئین اساسی 1948ء۔ 8۔ ٹرکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض 1919ء۔ 9۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور احرار اسلام۔ 10۔ امام جماعت احمدیہ کا اہم پیغام۔ اہل ہند اور پارلیمنٹری کمیشن کے نام۔ 11۔ آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی۔ 12۔ حالات حاضرہ کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کا فرمان۔ 13۔ اہل کشمیر کے نام خطوط کا سلسلہ۔ 14۔ برادران کشمیر کے نام میرا پیغام نمبر1 نمبر2۔ 15۔ ترک موالات 1920ء۔ 16۔ فیصلہ ورتمان کے بعد مسلمانوں کا فرض۔ 17۔ قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داری 1948ء۔ 18۔ معاہدہ ترکیہ 1920ء۔ 19۔ کشمیر کے لیڈر عبداللہ کی گرفتاری اور اہل کشمیر کا فرض۔ 20۔ مسلمانان ہند کے امتحان کا وقت 1927ء۔ 21۔ مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ 1928ء۔ 22۔ ہندوستان موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل۔ سائمن کمیشن کی رپورٹ پر تبصرہ 1930ء۔ 23۔ عید (قربان) پر مسلمانوں کا فرض 1927ء۔ 24۔ امام جماعت احمدیہ کے جماعت احمدیہ اور ہندوستان کے مستقبل کے متعلق نہایت اہم اور تازہ رویاء و کشوف 1946ء۔ 25۔ امام جماعت احمدیہ کا پیغام اہل ہند اور پارلیمنٹری کمیشن کے نام 1946ء۔ 26۔ آخر ہم کیا چاہتے ہیں؟ 1948ء۔ 27۔ ضروری اعلان متعلق مسلمانان کشمیر نمبر1۔ نمبر2۔ 28۔ کمیونزم اور ڈیمو کریسی۔ 29۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا مکتوب۔ 30۔ مسئلہ ذبیحہ گائے کے متعلق۔ 31۔ میمورنڈم (ریڈ کلف)۔

اقتصادیات 1۔ (دین حق) کا اقتصادی نظام 1945ء۔ 2۔ (دین حق) اور ملکیت زمین 1950ء۔ 3۔ زمینداروں کی اقتصادی مشکلات کا حل۔ 4۔ نظام نو 1943ء۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی ان تصنیفات کا مختلف مضامین کے تحت یہ مختصر تذکرہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو بے پناہ علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بلا شک وشبہ آپ علوم ظاہری و باطنی سے پر کئے گئے تھے۔ آپ کی شخصیت سلطان البیان اور سلطان القلم کے مظہر کامل کی تھی۔

ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

OOO

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

مقابلہ و مسابقت کی روح

حضرت صاحب نے فرمایا۔

تمام دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ایک دوڑ ہو رہی ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے رنگ میں بڑھنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ مدرسہ کے طالب علم بھائی بھائی ہوں۔ لیکن دونوں کی کوشش ہوگی۔ کہ میں اچھا پڑھ کر سناؤں۔ اور اچھے نمبر پاؤں۔ ادب ہوگا۔ لحاظ ہوگا۔ مگر اس مقابلہ میں ایک بھائی دوسرے کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ جہاں فائدہ کا سوال ہوگا۔ وہاں قربانی کرے گا مگر مقابلہ میں ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے گا۔

پڑھائی کو چھوڑ کر کھیل میں دیکھتے ہیں۔ اس میں بھی یہی رنگ نظر آتا ہے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بچے نہیں بادشاہ ہیں۔ اور ان کے سامنے کھیل کا نہیں موت وحیات کا سوال ہے۔ ایک کو ٹھوکر لگتی ہے۔ وہ گرتا ہے۔ تو اس کی پارٹی کے پکارتے ہیں کہ پروانہ کرنا۔ شاباش بڑھے چلو فٹ بال کھیلتے ہیں۔ گرتے ہیں۔ بعض کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ہاکی کھیلنے میں دانت آنکھ ضائع ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں جن کو چوٹ آتی ہے۔ وہ پروا نہیں کرتے۔ نہ ارد گرد والے پروا کرتے ہیں۔

پھر ہم اقوام کے مقابلہ کو دیکھتے ہیں ان میں بھی عجیب رنگ نظر آتا ہے یہ ارائیں انجمن ہے۔ یہ سیدوں کی ہے۔ یہ مغلوں کی ہے اور ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ بڑھ جائیں۔ کوئی خیال نہیں کرتا کہ ہم سب آدمی ہیں۔

بقیہ صفحہ 5

میرے گھر آئے اور آپ نے فرمایا کہ اب جمیل کو الگ بستر پر سلایا کرو۔ صحت کے لحاظ سے دونوں کے لئے درست نہیں۔ اور اب جمیل میں خود اعتمادی پیدا کرنی چاہئے۔ شروع میں تم دونوں کو اس کا احساس ہوگا جمیل کی چارپائی اپنے قریب رکھو اور پھر وہ آہستہ آہستہ اس کی عادی ہو جائے گی۔

گرمی کے دنوں میں ایک دفعہ بخار سے میں بیمار ہو گئی۔ ایک دن ٹمپریچر 105 تک پہنچ گیا اور ہذیان شروع ہو گیا۔ آپ کو کسی طرح پتہ چلا اس گرمی کی شدت میں آپ جلدی سے اوپر سے میرے پاس آئے۔ آپ ایسی شدید گھبراہٹ میں نیچے اترے کہ پاؤں میں سلیپر تک نہ پہنے اور نہ گرمی کی پرواہ کی۔ ڈاکٹر صاحب کو بلایا اور وقت تک میرے پاس سے چلے نہیں گئے جب تک کہ پانی پٹی وغیرہ سے بخار کم نہیں ہو گیا۔ اس دوران ہومیو پیتھک ادویہ وقفے کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مجھے دیتے رہے میرے ہوش پر فرمایا نیک بخت! مجھے بیماری کی اطلاع تو کی ہوتی اور پھر میری اماں کو کہا کہ کم از کم اگر انہوں نے مجھے اطلاع نہیں دی تھی تو آپ مجھے کہلا بھیجتیں۔

مجھے بچپن سے ہی گرمی برداشت نہیں آپ کی صحت کے زمانہ میں کام کی اور نوعیت تھی۔ جس طرح آپ سلسلہ کے کاموں میں مصروف رہتے اسی طرح ہم لوگ آپ کے ساتھ ہی مصروف ہوتے۔ اور یہ مصروفیت صبح سے لے کر ظہر تک مسلسل رہتی۔ کمرہ سے دفتر کے دروازہ تک پیغامات اور ڈاک کے سلسلہ میں بار بار ہم لوگوں کو جانا پڑتا۔ اس وقت قصر امامت میں ہم لوگ نئے نئے شفٹ کئے ہوئے تھے مجھے مسلسل کام کے چکروں میں دھوپ کی شدت کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ آپ نے اس وقت برآمدہ سے دفتر کے دروازہ تک گیلری پر چھت ڈالنے کا حکم دیا۔

آپ باوجود چوبیس گھنٹہ سلسلے کے کام میں مصروفیت کے اور اپنی صحت کی کمزوری کے۔ بے شمار ذمہ داریوں کے باوجود جب موقع ملتا۔ بیویوں کے ساتھ گھر کے کام میں ضرور مدد کرواتے خواہ ہم لوگ کتنا ہی اسے پسند کیوں نہ کرتیں۔

گرمی ہی کے دن تھے۔ رات تقریباً ایک دو بجے اچانک بارش آ گئی۔ بارش بھی خاصی موسلادھار۔ ہم لوگ بصد مشکل اٹھے اور سامان لپیٹنے لگے۔ میرا اصرار تھا کہ آپ جلدی کمرہ میں چلے جائیں۔ میں بستر وغیرہ لے کر آتی ہوں۔ آپ مصر تھے کہ میں تمہارے ساتھ یہ تمام کروں گا۔ میں نے چاہا آپ کی تکلیف کے خیال سے کہ نیچے گھنٹی کر کے کسی لڑکی کو مدد کے لئے بلاؤں۔ لیکن آپ نے فرمایا نہیں یہ کام کرنے والے اس وقت سو رہے ہوں گے۔ یہ آرام ہی کریں۔ تمہارے ساتھ کام میں کروں گا مجھے ڈر تھا کہ آپ اس کیچڑ میں کہیں پھسل نہ جائیں۔ گاؤٹ کی تکلیف رہا کرتی تھی اور مجھے یہ ڈر تھا کہ اگر خدانخواستہ آپ پھسلے تو پاؤں کی ہڈی کو کوئی ضرب نہ آ جائے۔ لیکن آپ نے ایک نہ مانی تمام بستر اور سامان میرے ساتھ اٹھا لیا۔ سر سے پاؤں تک ہم بھیگے چھت پر کیچڑ کا یہ حال تھا کہ آخر میں ہم دونوں ایک دوسرے کو سپورٹ کر کے کمرے تک پہنچے اس کے بعد ہی چھت پر فرش لگا۔ اور برساتی بنوانے کا آرڈر دیا گیا۔

حضرت بڑی آپا جان (حضرت ام ناصر) اور حضرت آپا (ام وسیم) جب کبھی صاحب فراش ہوتیں اور اتفاقاً حضرت صاحب بھی ان دنوں خود بیمار ہوتے تو ہمیں (مجھے اور "چھوٹی آپا") کو حکم ہوتا کہ جا کر آپ کی طرف سے طبیعت پوچھیں۔ انہیں ادویہ دیں۔ اور ان کی پرہیز اور غذا وغیرہ کا اہتمام کروائیں۔

دین کی فتح اور پاکستان کی کامیابی کا یقین

میری اکثر اور تڑپتی ہوئی یہ خواہش ہوا کرتی تھی کہ جس طرح آپ قادیان میں باری کے دن آیا کرتے تھے۔ پھر ایسا دن آئے جس میں آپ پوری صحت سے ہوں اور پھر اسی طرح ہمارے گھروں میں آپ بھی آئیں۔ یہ خواہش پوری تو ہوئی۔ مگر اس بیماری کی حالت میں اور اس جنگ کے دوران میں۔ آپ تقریباً پونے دو ماہ میرے پاس میرے گھر میں رہے باوجود جنگی حالات کے میرے گھر کا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔ رونق تھی۔ برکت تھی اور ایک روحانی سی خوشی۔ ہم پر جنگ کا کوئی اثر نہ تھا۔ اس دوران میں مجھے زیادہ سے زیادہ دعائیں کروانے کا موقع ملا۔ دین کی فتح۔ احمدیت کے غلبہ کے لئے۔ جماعت کے لئے مجموعی دعائیں۔ تمام واقفین کے لئے دعائیں۔ اور کشمیریوں کی حالت زار کے لئے خصوصی دعاؤں کے لئے اور پھر اس جنگ میں پاکستان کی فتح کے لئے بار بار دعا کی یاددہانی کرواتی۔

ایک دن جنگی خبریں پریشان کن تھیں میں نے تمام حالات بتا کر دعا کے لئے کہا تو فرمایا یاد رکھو دین ہی کو فتح ہوگی۔ اور اس کے بعد جب کبھی جنگی اطلاعات مخدوش ہوتیں میں ایسے دن میں کئی...... دفعہ دعا کی تلقین کرتی۔ ہر دفعہ آپ کا جواب نہایت یقین کے ساتھ یہی ہوتا۔ (اللہ نے چاہا تو) ہماری ہی فتح ہوگی۔ اور جب میں یہ کہتی کہ ہر قسم کی طاقت کے لحاظ سے بظاہر ہمارا پاکستان کمزور ہے۔ اور دشمن کیل کانٹوں سے لیس ہے۔ تو آپ فرماتے سب کچھ صحیح مگر میرے خدا کی طاقت کے سامنے وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

ایک دفعہ رات کے وقت بار بار بمباری کی وجہ سے بلڈنگ تک ہلنے لگی۔ چونکہ آپ آرام فرما رہے تھے۔ بمباری کی وجہ سے گہری نیند سے بیدار ہو گئے تو مجھے فرمایا کیا زلزلہ آیا ہے؟ میں نے جو اس بیماری کی وجہ سے احتیاطاً" آپ کے پاس سرہانے ہی خاموشی سے بیٹھی۔ جواب دیا کہ نہیں دشمن بمباری ہم پر کر رہا ہے آپ کا چہرہ تمتما اٹھا۔ تھوڑی دیر سکوت کے بعد ہنس کر پورے وثوق سے فرمایا کہ (اللہ نے چاہا تو) ہماری ہی فتح ہوگی۔ دین کی فتح ہوگی۔ یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ کہہ کر پورے اطمینان کے ساتھ آپ پھر سو گئے۔

جنگ کی ابتداء سے لے کر آخر تک آپ کی زبان مبارک پر یہی الفاظ رہے کہ دین ہی کی فتح ہوگی۔ ہماری فتح ہوگی خواہ وہ کس قدر دشمن بھی اپنی طاقت پر نازاں کیوں نہ ہوں ان کے لئے رسوائی ہی ہے۔

خدا تعالیٰ کا بے حد احسان اور اس کا انعام ہے کہ ان پونے دو مہینوں میں میں نے بفضلہ تعالیٰ سب ہی کے لئے بلا امتیاز آپ سے دعائیں کروائیں۔ اور میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو ضرور ہی (اللہ نے چاہا تو) شرف قبولیت بخشے گا۔

حضرت صاحب نے جب بچوں کی کوٹھیوں کی بنیادیں رکھیں۔ تو آپ یہ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان گھروں کی بنیاد رکھنے جا رہا ہوں۔ یہ گھر تیرے دین کے مرکز بنیں اور ان دعاؤں کا اعادہ تواتر کے ساتھ میرے کانوں میں نے سنا اور باقی جو دعائیں تھیں وہ اس کے بعد تھیں۔

خدام اور خادمات کے ساتھ سلوک

ڈھورے' (سندھ) پر پکنک کرنے کا پروگرام بنایا تو آپ نے ہمیں تاکیدی حکم دیا کہ آج ڈھورے پر سیر و تفریح کا تم لوگوں کا پروگرام ہے۔ کل تم لوگ ان کام کرنے والوں (خادم اور خادمات) کو اسی جگہ بھجوا کر ان کو پکنک کروانا۔ تمام دن ان کو چھٹی دی جائے۔ اور ان کی جگہ تم لوگ مل کر تمام کھانا پکانے کا انتظام خود کرنا۔ چنانچہ آپ کا یہ معمول تھا کہ ان کام کرنے والوں کو اپنے ساتھ ساتھ ضرور تفریح کرواتے اور ان کے لئے اسی طرح گاڑیوں جیپوں اور بیل گاڑیوں وغیرہ کا انتظام کروایا جاتا اور پھر تفریح کے لئے وہی سامان وہی تیاری کروائی جاتی اور تمام خورد و نوش کا سامان ان لوگوں کی حسب پسند تیار کروایا جاتا تھا۔

(مہر آپا 1966-3-7)

OOO

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں۔

نویں بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں وہ علم کا عام کرنا ہے۔ میں پہلے ان کو توجہ دلا چکا ہوں کہ ان کا فرض ہے کہ علم سیکھیں لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کسی شخص کا نیکی حاصل کرنا اسے بچا نہیں سکتا۔ جب تک اس کے ارد گرد بھی نیکی نہ ہو۔ آپ اپنے بچے کو کتنا سچ بولنے کی عادت کیوں نہ ڈالیں وہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے محلہ میں دوسرے بچے جھوٹ بولتے ہیں۔ پس ان کا اپنا علم حاصل کر لینا کام نہیں آ سکتا۔ جب تک کہ دوسروں میں تعلیم کی اشاعت نہ کریں۔ کچھ عرصہ سے میں نے ان کے سپرد یہ کام کیا ہوا ہے۔ کہ قادیان میں کوئی ان پڑھ نہ رہے۔ اور جب یہاں کام ہو جائے گا تو پھر باہر بھی اسے شروع کیا جائے گا۔ انہوں نے کچھ عرصہ سے اس کے متعلق کوئی رپورٹ مجھے نہیں بھیجی۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ کام ہو رہا ہے یا نہیں۔ یہ کام اتنا اہم تھا کہ ان کو یہ سمجھنا چاہئے تھا کہ اس کے متعلق ہفتہ واری رپورٹ ضروری ہے۔ مگر آج میں یہ کام پھر خصوصیت کے ساتھ ان کے سپرد کرتا ہوں اور ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسے پہلے یہاں شروع کریں۔ اور پھر باہر۔ اور کوشش کریں کہ سال دو سال کے عرصہ میں کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو پڑھا ہوا نہ ہو۔ خواہ احمدی عورت ہو یا مرد۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔ سب پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں۔ اس کے لئے چھوٹے سے چھوٹا معیار مقرر کر لیا جائے۔ اور پھر اس کے مطابق سب کو تعلیم دی جائے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ
ہمارا شعار • خدمت • دیانت
مرکز احمدیت ربوہ بابرکت شہر اور ماحول ربوہ میں
• مکانات • پلاٹ • دکانیں و دیگر سکنی و زرعی اراضی کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا
بہترین انتخاب
چوہدری اسٹیٹ ایجنسی
اقصیٰ روڈ گول بازار ربوہ
ربوہ
فون: 212508

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکرم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
پروپرائیٹرز: میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز
فون: 6325511
6330334

مرزا خلیل احمد قمر

تحریک پاکستان

انتخابات 1945ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی تاریخ ساز خدمات اور رہنمائی

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب 1914ء میں جماعت احمدیہ کی مسند امامت پر متمکن ہوئے جہاں آپ نے جماعت احمدیہ کی مذہبی لحاظ سے راہنمائی فرمائی وہاں آپ نے جماعت احمدیہ کی سیاسی راہنمائی کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو ہندوستان کی سیاست میں ایک نمایاں مقام پر سرفراز فرمایا بحیثیت امام جماعت احمدیہ آپ نے جماعت احمدیہ کو ہندوستان کی دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ رابطے استوار کرکے وہاں مسلمانان ہند کے حقوق کے لئے ہر نازک موڑ پر نہایت سرگرمی اور جانفشانی سے سیاسی جدوجہد میں حصہ لیا۔ نہ صرف حصہ لیا بلکہ اپنی خداداد فراست سے مسلمانان ہند کی اعلیٰ قیادت کی رہنمائی بھی کی۔ اور آپ کی سرکردگی میں جماعت احمدیہ نے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حصول پاکستان کے سلسلہ میں نہایت درجہ قابل فخر اور مہتم بالشان خدمات سرانجام دیں۔ یہ اس درجہ گراں قدر خدمات تھیں کہ خود بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ان شاندار خدمات کو سراہا۔ ذیل میں تحریک پاکستان کے اہم ترین مرحلہ 46-1945ء کے ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

19۔ ستمبر 1945ء کو وائسرائے ہند لارڈ ویول نے ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی مجالس آئین ساز کے انتخابات جلد کرانے کا اعلان کردیا۔

قائداعظم کا مسلمانان ہند کے نام پیغام

اس اہم ترین موقعہ پر اور حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کوئٹہ سے مسلمانان ہند کے نام درج ذیل پیغام جاری کیا۔

"ہمارے پیش نظر اہم مسئلہ آئندہ انتخابات کا ہے موجودہ حالات میں انتخابات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ انتخابات ہمارے لئے ایک آزمائش کی صورت رکھتے ہیں...... ہم رائے دہندگان کی اس امر کے بارے میں رائے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ پاکستان چاہتے ہیں یا ہندو راج کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں...... مجھے معلوم ہے کہ ہمارے خلاف بعض طاقتیں کام کر رہی ہیں اور کانگرس ارادہ کئے بیٹھی ہے کہ ہماری صفوں کو ان مسلمانوں کی امداد سے منتشر کر دیا جائے جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔ یہ مسلمان ہمارے خلاف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے کام میں بطور کارندے استعمال کئے جا رہے ہیں یہ مسلمان سدھائے ہوئے پرندے ہیں۔ یہ صرف شکل و صورت کے اعتبار سے ہی مسلمان ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کانگرس کے پاس دولت کے وسیع خزانے ہیں ان کے پاس مضبوط تنظیم اور پریس ہے مگر حق ہمارے ساتھ ہے اگر خدائے عزوجل نے ہماری اعانت کی تو ہم انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

(اخبار انقلاب لاہور 18۔ اکتوبر 1945ء)

اس صورت حال کی نزاکت کا حضرت مرزا بشیرالدیم محمود احمد امام جماعت احمدیہ الثانی نے فوراً نوٹس لیا۔ آپ جانتے تھے کہ اگر ان انتخابات میں مسلم لیگ کو مسلمانوں کی بھرپور حمایت حاصل نہ ہوئی تو پاکستان کبھی نہیں بن سکے گا۔ اور ہندوستان کا مسلمان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔ اور اگر خدانخواستہ مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہونے کے اپنے دعوی میں کامیاب نہ ہو سکی۔ تو ہندوستان کا مسلمان صدیوں تک ہندوؤں کی غلامی سے آزاد نہ ہو سکے گا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام

قائداعظم نے کوئٹہ میں مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کی جو تحریک کی تھی اس کی تائید و حمایت میں سب سے پہلی اور پرزور آواز جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے بلند ہوئی۔ تحریک پاکستان کے اس اہم ترین مرحلے میں آپ فوراً میدان عمل میں آئے اور اس سلسلہ میں تحریک پاکستان کی دامے درمے سخنے ہر طرح مدد فرمائی۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ الثانی نے 21۔ اکتوبر 1945ء کو آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی کے عنوان سے درج ذیل پیغام جاری فرمایا۔

"آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی تائید کرنی چاہئے تاکہ آئندہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلاخوف تردید کانگرس سے کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے اگر ہم اور دوسری (مذہبی) جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہو گی اور ایسا سیاسی اور اقتصادی دھکا مسلمانوں کو لگے گا کہ اور چالیس پچاس سال تک ان کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقل منداس حالت کی ذمہ داری اپنے سر لینے کو تیار ہو...... میں اس اعلان کے ذریعہ...... تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں وہ اس طرح کہ

1۔ جس قدر احمدیوں کے ووٹ ہیں وہ اپنے حلقہ کے مسلم لیگی امیدوار کو دیں....

2۔...... پس میری یہ خواہش ہے کہ نہ صرف یہ کہ...... تمام احمدی اپنے ووٹ مسلم لیگ کو دیں بلکہ جو لوگ ان کے زیر اثر ہیں ان کے ووٹ بھی مسلم لیگ کے امیدواروں کو دلائیں......

3۔ میں ہر احمدی سے یہ بھی خواہش کرتا ہوں کہ وہ اپنے حلقہ اثر سے باہر جاکر اپنے علاقہ کے ہر مسلمان کو اس قدر زور لگائے کہ اس کے حلقہ اثر میں مسلم لیگی امیدوار کی کامیابی یقینی ہو جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ احمدی جماعت کے تمام افراد کیا مرد اور کیا عورتیں۔ مرد۔ مردوں تک پہنچ کر اور عورتیں عورتوں کے پاس جاکر ان کے خیالات درست کرنے کی کوشش کریں گے اور اس امر کو اس قدر اہم سمجھیں گے کہ تمام جگہوں پر مسلم لیگ کے کارکنوں کو یہ محسوس ہو جائے کہ گویا احمدی یہ سمجھ رہے ہیں کہ مسلم لیگ کا امیدوار کھڑا نہیں ہوا کوئی احمدی امیدوار کھڑا ہوا ہے اور اس کام میں مقامی مسلم لیگ کے ساتھ پوری طرح تعاون کریں گے۔"

(الفضل 22۔ اکتوبر 1945ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے مندرجہ بالا ولولہ انگیز اور تاریخ ساز اعلان کو اخبارات اور رسائل نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ چنانچہ دہلی کے ایک مشہور رسالہ "مولوی" نے اپنی اشاعت میں مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے اعلان کو تفصیل سے درج کیا (رسالہ مولوی دہلی جلد نمبر 46 نمبر 6 ص 22) اس کے علاوہ قیام پاکستان سے قبل جناب خالد اختر افغانی نے تحریک پاکستان، قائداعظم اور مسلم لیگ کی جدوجہد پر مشتمل ایک کتاب "حالات قائداعظم" میں امام جماعت احمدیہ کے انتخابات سے متعلق اعلان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

"21۔ اکتوبر 1945ء کو مرزا بشرالدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ قایادن نے بیان دیتے ہوئے کہا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کرنا چاہئے...... ہر احمدی مسلم لیگ کو ووٹ دے تاکہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ کانگرس سے بلا خوف تردید کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے اگر ہم اور دوسری جماعتیں ایسا نہ کریں تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور چالیس پچاس سال تک ان کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا۔"

(حالات قائداعظم ص 314۔ 315)

قائداعظم محمد علی جناح کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ کے ایک خط کی پریس میں اشاعت

اکتوبر 1945ء کے آغاز میں محمد سرور صاحب دانی (مالگزار بردا ضلع رائے پور) نے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں الیکشن کے سلسلہ میں راہنمائی چاہی تھی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ان کو جو جواب تحریر فرمایا۔ ناظر امور عامہ نے اس خط کی نقل اور ایک خط قائداعظم کی خدمت میں بھجوادیا۔ چونکہ یہ پہلا بیان تھا جو کسی جماعت کے سربراہ کی طرف سے مسلم لیگ کی حمایت میں تھا، قائداعظم نے اس خط کی اہمیت کے پیش نظر اسے اپنی طرف سے پریس میں اشاعت کے لئے دے دیا۔ چنانچہ مسلم لیگ کے آرگن روزنامہ ڈان دہلی نے جو خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جماعت احمدیہ مسلم لیگ کی حمایت کرے گی

امام جماعت احمدیہ قادیان کی ہدایت۔

کوئٹہ۔ 7۔ اکتوبر قائداعظم محمد علی جناح نے درج ذیل خط و کتابت پریس کو بھجوائی ہے

جناب عالی! محمد سرور دانی ساکن مالگزار بردا ضلع رائے پور کا حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک خط اور حضرت صاحب کی طرف سے اس کا جواب آنمحترم کے ملاحظہ کے لئے ملفوف ہے۔ آپ کا مخلص۔

محمد سرور دانی کے متذکرہ بالا خط کا متن۔

ہمیں ایک معاملہ میں حضرت صاحب کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ اس قصبہ میں ہم چند ایک احمدی رہتے ہیں موجودہ انتخابی مہم میں مسلم لیگ اور کانگرس دونوں نے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے کہ ہم چندوں کے ذریعہ اور دیگر ذرائع سے) ان کی پارٹی اور ان کے امیدواروں کی امداد و حمایت کریں۔

"از راہ نوازش ہماری راہنمائی فرمادیں کہ ہمیں کس پارٹی کی حمایت کرنی چاہئے۔"

امام جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب

"آپ کو موجودہ انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت کرنی چاہئے جس طرح بھی ممکن ہو مسلم لیگ سے تعاون کریں اور مسلم لیگ کی ہر ممکن مدد کریں مسلمانوں کو موجودہ بحران میں ایک متحدہ محاذ کی شدید ضرورت ہے اگر ان کے اختلافات موجود رہے تو صدیوں تک ان کے برے اثرات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

(ڈان 8۔ اکتوبر 1945ء)

تحریک پاکستان کے اس نازک موڑ یعنی الیکشن 1946ء کے دوران حضرت امام جماعت احمدیہ نے قائداعظم اور مسلم لیگ سے مسلسل رابطہ رکھا۔ ضلع فیروزپور کے ممتاز سیاستدان پیر اکبر علی صاحب بھی قائداعظم سے رابطہ کا کام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ وفود بھی قائداعظم کی خدمت میں بھجوائے ایک وفد حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی سرکردگی میں قائداعظم سے ملا۔ جس کی تفصیل ماہنامہ الفرقان اکتوبر 1973ء میں شائع کی اور اس ملاقات کی تفصیل انہی دنوں الفضل 5۔ اکتوبر 1945ء ص 6 پر بھی شائع ہوئی تھی۔ دوسرے وفد کے سربراہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے برادر اصغر چوہدری اسداللہ خان صاحب بار ایٹ لا تھے جو پنجاب کونسل کے رکن بھی رہ چکے تھے جس کی تفصیل الفضل 17۔ جولائی 1989ء میں شائع ہوئی۔

متحدہ ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی مجالس آئین ساز کے انتخابات کے سلسلہ میں مسلم لیگ کی حمایت کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت احمدیہ کے مختلف احباب کو جو ہدایات دیں۔ ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کو مضبوط کرنے کے سلسلہ میں امام جماعت احمدیہ کی کوشش

حضرت امام جماعت احمدیہ نے تحصیل صوابی کی نمایاں شخصیت صاحبزادہ عبدالحمید خان صاحب آف ٹوپی کو صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کو منظم کرنے اور مسلمانوں میں اتحاد کرنے کے لئے کام کرنے کی ہدایت فرمائی اور صاحبزادہ صاحب اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو اپنی مساعی سے باقاعدہ آگاہ کرتے رہے کیونکہ صوبہ سرحد میں کانگرس کا بہت اثر و نفوذ تھا اور حضرت صاحب کو اس بات کا شدید احساس تھا۔ کہ کہیں یہ صوبہ مسلم لیگ کے ہاتھ سے نکل نہ جائے چنانچہ آپ وقتاً فوقتاً بااثر احمدی احباب کو مسلم لیگ کو مضبوط کرنے اور دیہات میں اس کی شاخیں قائم کرنے کی ہدایات سے نوازتے رہے۔ چنانچہ آپ نے صاحبزادہ صاحب کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

"اس وقت سرحد میں لیگ منسٹری کو مضبوط کرنا ضروری ہے سرحد سے کسی طرح کانگرس کو ضرور نکالنا چاہئے" (تاریخ احمدیت جلد دہم ص284)

اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کو ووٹ دینے کے سلسلہ میں امام جماعت احمدیہ کا تاکیدی بیان الفضل یکم فروری 1946ء ص1 پر شائع ہوا۔

"مخالفین احمدیت مسلم لیگی امیدوار" کو ووٹ دینے کی ہدایت

ضلع فیصل آباد سے حافظ عبداللہ صاحب جو احمدیت کے سخت مخالف تھے مسلم لیگ کے امیدوار تھے چک 127/ر۔ب بہلولپور کی جماعت کے احباب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں اس سلسلہ میں راہنمائی کے لئے لکھا حضرت صاحب نے جماعت چک نمبر127 کے احمدی احباب کو اپنے خط مرقومہ 6۔ اکتوبر 1945ء میں درج ذیل ہدایت فرمائی۔

بہرحال جو شخص مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑا ہوا ہے اس کو ووٹ دیں حالانکہ عبداللہ ہمارا سخت مخالف ہے لیکن پھر بھی پوری کوشش کریں کہ وہی جیتے" (تاریخ احمدیت جلد دہم ص284)

سندھ کے احمدیوں کو مسلم لیگ کو مضبوط کرنے کی ہدایت

سندھ سے جماعت احمدیہ کے احباب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں سندھ کی سیاسی صورت حال سے متعلق راہنمائی کے لئے 23-11-45 کو خط لکھا کہ

گزارش ہے کہ حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق الیکشن کے سلسلہ میں ہمیں مسلم لیگ کی حمایت کرنا واجب قرار دیا گیا ہے صوبہ سندھ کی اندرونی حالت عرض ہے کہ اس علاقہ میں مسلم لیگ نے ٹکٹ بانٹتے وقت کام کرنے والے افراد کو اور رائے عامہ کے میلان کو مدنظر نہیں رکھا... آپ اپنے ارشاد سے ممنون فرمادیں۔

امام جماعت احمدیہ نے ارشاد فرمایا۔

"بہرحال مسلم لیگ کو ووٹ دینے ہیں بلکہ آغا صاحب کی شرافت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر ان کو ٹکٹ نہیں ملا تو بیٹھ جائیں اور اچھا نمونہ پیش کریں تاکہ تمام مسلمانوں کی طاقت بڑھے۔ فرد کو ہمیشہ قوم کے لئے قربانی کرنی چاہئے۔"

((تاریخ احمدیت جلد دہم ص286)

بنگال۔ یوپی۔ بہار۔ سی پی۔ بمبئی کے احمدیوں کو مسلم لیگ کی مدد کا فرمان

ضلع بجنور کے ایک احمدی دوست نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں الیکشن کے سلسلہ میں راہنمائی کے لئے لکھا کہ

"یہاں پر کانگرس کا بہت زور ہے اکثر حصہ مسلمانوں کا کانگرس کو ووٹ دے گا۔ کیونکہ جمیعت علماء کی طرف سے کانگرس کے واسطے بہت کوشش ہے لہٰذا...... ارشاد عالی سے مطلع فرمایا جائے کہ ہمارا رویہ کیا ہونا چاہئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے دست مبارک سے جواب تحریر فرمایا۔

"لیگ کی ہر طرح امداد کریں اپنے ووٹ بھی دیں اور جن جن پر اثر پڑ سکتا ہے۔ ان سے بھی دلوائیں۔ بنگال۔ یوپی۔ بہار۔ سی پی۔ اور بمبئی وغیرہ میں ووٹ مسلم لیگ کو دیئے جائیں۔

(الفضل 27۔ فروری 1946ء ص2)

مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے احمدیوں کی بے مثال جدوجہد

حضرت امام جماعت حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کی ہدایت کے مطابق تمام احمدیوں نے مسلم لیگ کی حمایت میں دن رات ایک کر دیا۔ جہاں احمدیوں نے خود مسلم لیگ کو ووٹ دیئے۔ وہاں اپنے زیر اثر لوگوں سے مسلم لیگ کو ووٹ دلوائے اور کانگرس اور کانگرس نواز مسلمان جماعتوں کی مخالفت کے باوجود مسلم لیگ کی ڈٹ کر حمایت کی ووٹروں کے گھر گھر جا کر ان کو مسلم لیگ کو ووٹ دینے پر آمادہ کیا۔ اس سلسلہ میں تمام احمدیوں مردوں اور عورتوں نے پوری جانفشانی سے کام کیا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد نے عورتوں کی انتخابات میں قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو قربانی عورتوں نے کی اس کا بھی دیکھنے والوں اور فریق مخالف کے نمائندوں اور پولنگ آفیسر پر بہت ہی گہرا اثر پڑا ہے جو عورتیں پولنگ آفیسر کی امداد کے لئے گورنمنٹ کی طرف آئی تھیں وہ اس قدر متاثر ہوئیں کہ ان کے یہ الفاظ تھے کہ ہم نہیں سمجھ سکتیں کہ یہ جماعت کیسی ہے اور اس میں قربانی کی روح کیسے پیدا ہوگئی ہے بعض عورتیں ایسی حالت میں ووٹ دینے کے لئے آئیں کہ ان کو بچہ ہونے والا تھا۔ اور درد زہ شروع تھا۔ بعض ایسی ایسی تکلیف کی حالت میں آئیں کہ ووٹ دیتے ہی بے ہوش ہوگئیں بعض ایسی تھیں کہ ان کو بچہ ہوئے صرف بارہ گھنٹے گزرے تھے۔ وہ اس حالت میں سٹریچر پر لیٹ کر ووٹ دینے کے لئے آگئیں۔ ایک واقعہ ہو تو انسان اسے نظرانداز کر سکتا ہے مگر یہاں تو ایک درجن سے زائد ایسی عورتیں تھیں کہ بعض کو درد زہ لگی ہوئی تھی اور ووٹ دینے کے لئے آگئیں۔ اور بعض ایسی تھیں کہ ان کو بچہ ہوئے چند گھنٹے گزرے تھے۔ اور وہ ووٹ دینے کے لئے آگئیں۔ اور بعض عورتیں ایسی حالت میں ووٹ دینے کے لئے آئیں کہ وہ بیٹھ بھی نہ سکتیں تھیں ان کو ڈولی میں لایا گیا۔ اور ایک رشتہ دار نے دائیں طرف سے دوسرے نے بائیں طرف سے ان کو پکڑا ہوا تھا۔ کہ کہیں گر نہ پڑیں۔ ایک درجن سے زیادہ مثالیں اس قربانی کی موجود ہیں۔ اور اس قربانی کا اس قدر اثر ہوا تھا۔ کہ وہ عورتیں جو مخالف پارٹی کی طرف سے بطور ایجنٹ کے تھیں۔ وہ بھی عورتوں کی اس قربانی پر حیرت کا اظہار کر رہی تھیں۔"

(مصباح مارچ 1946ء ص16۔17)

سردار شوکت حیات کا بیان

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن اور مسلم لیگ کے رہنما سردار شوکت حیات نے اپنی خودنوشت سوانح حیات'

The nation that lost its soul

یعنی' وہ قوم جس نے اپنی روح کھو دی۔ میں 1946ء کے انتخابات کے ضمن میں اپنی دن رات کی کوششوں کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ میں اپنے پروگرام سے قائداعظم کو مطلع رکھتا تھا۔ اور یہ کہ میں نے کئی علاقوں کے دورے کئے۔ ایک ایک دن میں چھ چھ سات سات تقریریں کر کے مسلم لیگ کے حق میں راہ ہموار کرتا تھا۔

وہ لکھتے ہیں'

(ترجمہ از انگریزی) "ایک دن مجھے قائداعظم کا ایک پیغام ملا۔ انہوں نے فرمایا 'شوکت! مجھے علم ہوا ہے کہ تم بٹالہ جا رہے ہو۔ جو کہ میرے خیال میں قادیان سے قریباً 5 میل کے فاصلے پر ہے۔ براہ کرم وہاں جاؤ اور حضرت صاحب سے ملو اور انہیں میری طرف سے درخواست کرو کہ وہ پاکستان کے قیام کی حمایت کریں اور اپنی دعاؤں سے نوازیں۔

چنانچہ میں اپنی ملاقاتوں سے فارغ ہو کر نصف رات کے وقت' بارہ بجے' قادیان پہنچا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت صاحب آرام فرما رہے تھے۔ میں نے انہیں پیغام بھجوایا کہ میں ان کے لئے قائداعظم کی طرف سے ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔ وہ فوری طور پر نیچے تشریف لے آئے۔ اور دریافت کیا کہ قائداعظم کے کیا احکامات ہیں۔ میں نے انہیں قائداعظم کا پیغام پہنچایا کہ وہ پاکستان کے قیام کے لئے دعا کریں اور اپنی حمایت بھی عطا کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ براہ کرم قائداعظم کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اس مشن کے لئے بہت شروع ہی سے دعائیں کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک ان کے پیروکاروں کی مدد کا سوال ہے تو کوئی احمدی کسی مسلم لیگی کے مقابل کھڑا نہیں ہو گا۔ اور اگر کسی نے میرے مشورے کو نہ مانا تو جماعت اس کو سپورٹ نہیں کرے گی۔ چنانچہ ممتاز دولتانہ نے سیالکوٹ میں مقامی احمدیہ جماعت کے صدر کے مقابل پر زبردست اکثریت سے فتح حاصل کی۔

قائداعظم نے مجھے یہ بھی حکم دیا تھا کہ میں مولانا مودودی سے ملوں۔ جب میں پٹھان کوٹ پہنچا تو وہاں پر ایک جلسہ سے خطاب کے بعد میں ان کے پاس پہنچا۔ وہ ایک ملحقہ گاؤں میں جو چوہدری نیاز کا ملکیتی تھا قیام پذیر تھے۔ مولانا مودودی بنیادی طور پر دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ جو کہ ان دنوں انڈین نیشنل کانگرس کی حمایت کر رہے تھے۔ جب میں نے مودودی صاحب کو قائداعظم کا یہ پیغام دیا کہ پاکستان کے لئے دعا کریں اور اس کے لئے حمایت بھی کریں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ناپاکستان (ناپاک پاکستان) کے لئے کس طرح دعا کر سکتا ہوں۔ اس وقت تک پاکستان کس طرح بن سکتا ہوں جب تک سارا ہندوستان مسلمان نہ ہو جائے۔ یہ تھا جماعت اسلامی کے لیڈر کا نظریہ۔

(دی نیشن دیٹ لاسٹ اٹس سول ص147)

The Nation that lost its soul p.147

احمدیوں کی عظیم الشان خدمات کا اعتراف

قیام پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مساعی اور جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے مسلم لیگ کے مورخ جناب رئیس احمد جعفری اپنی کتاب "قائداعظم اور ان کا عہد" میں "اصحاب قادیان اور پاکستان" کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔

اب ایک اور دو دوسرے بہت بڑے فرقہ اصحاب قادیان کا مسلک اور رویہ پاکستان کے بارے میں پیش کیا جاتا ہے حقائق ذیل سے اندازہ ہو جائے گا کہ اصحاب قادیان کی دونوں جماعتیں یعنی احمدیہ اور قادیانی مسلم لیگ کی مرکزیت پاکستان کی افادیت اور مسٹر جناح کی سیاسی قیادت کی معترف اور مداح ہیں (اس کے بعد امام جماعت احمدیہ کا الیکشن کے بارے میں پیغام درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔)

مسلم قوم کی مرکزیت یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پر تشویش عامتہ المسلمین کی فلاح و نجاح و مرام کی کامیابی تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصہ کا اظہار کون کر رہا ہے؟ امربالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ کا داعی اور امام الہند؟ نہیں! پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیوبند کا شیخ الحدیث؟ وہ بھی نہیں! پھر کون؟ وہ لوگ جن کے خلاف کفر کے فتوؤں کا پشتارہ موجود ہے۔ جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر ہے جن کے ایمان کا عقیدہ مشکوک۔ مشتبہ اور محل نظر ہے کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

انتخابات کے بعد بھی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ نے ہر اہم موقعہ پر مسلم لیگ کی تائید و حمایت جاری رکھی اور حصول پاکستان کی جدوجہد میں مسلم لیگ کے ساتھ شانہ بشانہ حصہ لیا اور آخر کار مسلم لیگ حصول پاکستان کی جدوجہد میں کامیاب ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پاکستان کو جو ہم نے بہت کوشش جدوجہد اور قربانیوں سے حاصل کیا ہے قائم و دائم رکھے اور اسے دن دگنی رات چوگنی ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

○○○

راتوں کو اٹھ اٹھ کر (۔) خدا کے حضور دعائیں کرو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اکسیرِ موٹاپا
40/-

ہمدردِ نسواں
(حبوب اٹھراء)
25/-

دوائی فضلِ الٰہی
(برائے اولاد نرینہ)
200/-

زوجامِ عشق
900/-

اکسیرِ لیکوریا
کیپسول
40/-

کلین اَپ
چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے
25/-

سفوف اکسیرِ شوگر
35/-

جدید دواخانہ خدمت خلق
گولبازار ربوہ فون: 659

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر ہم عرصہ دراز سے آپکی اور آپکے مہمانوں کی خدمت میں عمدہ کھانا پیش کرتے رہے ہیں
• اب ایک اور انداز میں آپکی خدمت میں آئے ہیں • عمدہ کھانے بہترین کراکری میں پیش کرتے ہیں
یاد رکھیں

رشید برادرز ٹینٹ سروس

نزد خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار ربوہ
پروپرائیٹر: رشید الدین ولد رفیع الدین
فون دوکان: 211584

ربوہ کے گردونواح اور ربوہ کے ہر محلہ میں
پلاٹ ۔ مکان ۔ زرعی و سکنی زمین کی خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
نائب رسالدار (ریٹائرڈ)
ارشد خان بھٹی
پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ (ریلوے لائن کے سامنے)
ربوہ
فون آفس 212764 گھر: 211379

یرقان (پیلیا) سے نجات
کورس -/150 معہ خرچ
ہومیو ڈاکٹر خلیل احمد قریشی
FS 14/10 ملیر کراچی 37

تیس سے جدید اور روایتی ڈیزائنوں کا مرکز
میاں انوار گولڈ سمتھ
نزد الائیڈ بنک اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ فون: 213100

سرمہ طفیل
کورس دو شیشی قیمت -/15
مریض کی نبض دیکھ کر مرض بتائی جاتی ہے

عرق نور
معدہ کیلئے مفید
قیمت -/25

حکیم محمد طفیل ع/ر
کوٹھہ کلاتھ ۔ ربوہ
فون: 212880

جماعت احمدیہ عالمگیر کو ۲۴ گھنٹے احمدیہ ٹیلی ویژن کی عالمی نشریات جاری کرنے پر ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
گلوب ٹمبر کارپوریشن
رچنا ٹاؤن جی ٹی روڈ لاہور

نظر اور دھوپ کے چشمے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
شکور بھائی چشمے والے
طارق بھائی و خالد بھائی
گولبازار ربوہ

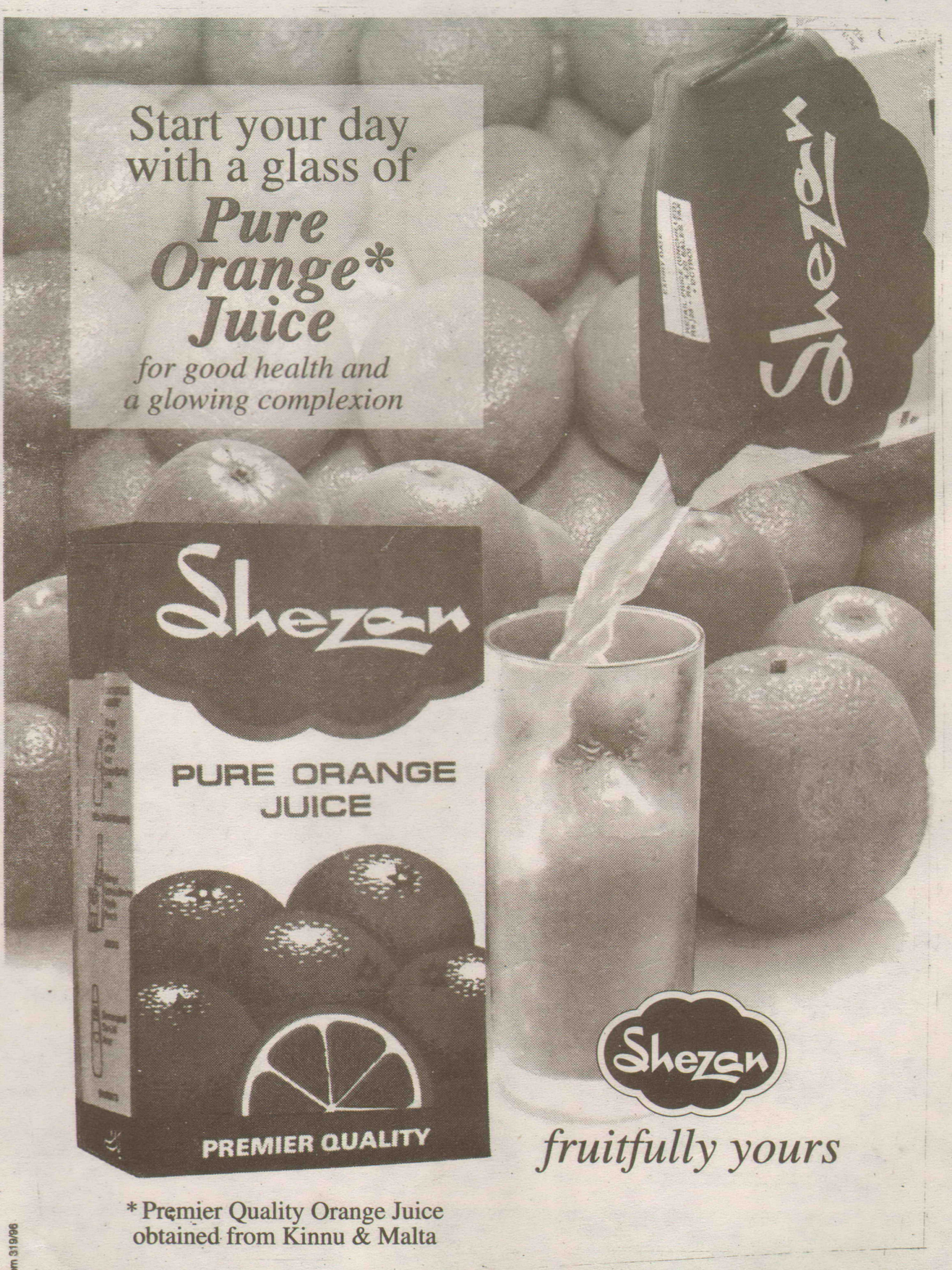

راحتِ جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت: 20/-

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت: 15/-

تریاقِ معدہ
خرابی ہاضمہ کا مؤثر علاج
قیمت: 19/- 20/-

تریاقِ بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت: 30/-

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت: 8/-

دُعا اور تدبیر سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مطب ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

پاک گولڈ سمتھ ربوہ
اقصیٰ روڈ
میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام
فون: 212750 - 212850

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا بااعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. FOREIGN EXCHANGE CENTRE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

SHARIF GOLDSMITH
AQSA ROAD RABWAH
PH: Off. 212515 Res. 212300

ہر سائز کا ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
اعتماد کا نام
بہترین میٹریل ؛ شاندار رزلٹ
الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
بوٹا مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212974

طبِ یونانی کا مایہ ناز ادارہ
جس کی بز ۱۰۰٪ خالص مفید اور مؤثر ادویات
اب ہماری برانچ اسلام آباد میں بھی دستیاب ہیں
جہاں ہر ماہ کی 20 تا 24 تاریخ کو
حکیم شیخ بشیر احمد ایم اے فاضل الطب و الجراحت
مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
ہیڈ آفس: گولبازار ربوہ
فون: 211538
برانچ: K-2 پلانہ
مرکز 9-1 اسلام آباد
نور کاجل — آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے
نور ابٹن — چہرے و بدن کی خوشبو و حفاظت کیلئے
نور آملہ — بالوں کی صحت کیلئے
خورشید سرمہ — اکسیر آنکھ
تریاق اٹھرا — مرض اٹھرا کی مفید گولیاں
نور نظر — اولاد نرینہ کی مشہورِ عالم گولیاں
اکسیر معدہ — ہاضمے کا بہترین چورن
قند شفاء — مشانہ کا انسٹنٹ پوڈر

8 فٹ سائز سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلیویژن کا
رزلٹ ۱۰۰٪ شاندار
(یعنی عام 16 فٹ ڈش کے برابر)
• اعلیٰ کوالٹی بھاری میٹریل ڈش
• آزمودہ مشہورِ زمانہ
ونرسیٹ ریسیور نیا ماڈل
• گارڈنر LNB امریکہ اور جاپانی وائر
• تمام اشیاء جینوئن اور No 1 گارنٹی کے ساتھ
فری فٹنگ • فری سروس • پاکستان میں
ہر جگہ فٹنگ کی سہولت۔
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
بشارت احمد خان
آپکی سہولت کیلئے ہمارے فون نمبر
04524 - 211274
213123
213223

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
ڈالر رچ
آفس: 8-6 گیری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ
ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730288
رہائش: 726524
موبائل: 0300-661524
پروپرائٹر ملک عبدالصمد

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں زرعی و سکنی، مکانات و پلاٹس وغیرہ کی
خرید و فروخت کے لئے رجوع کریں
برادرز اسٹیٹ ایجنسی
8 - بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

BASHIR
GOLDSMITH
AQSA ROAD RABWAH
Ph: Shop: 211806 Res: 211883

دانتوں کا معائنہ
مفت
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
4-30 تا 30-8 شام
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ
اقصیٰ چوک ربوہ

8 فٹ سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلی ویژن کی کرسٹل کلیئر
نشریات کیلئے رابطہ: انعام اللہ
عثمان الیکٹرونکس
1- لنک میکلوڈ روڈ۔ بالمقابل جودھامل بلڈنگ
پٹیالہ گراؤنڈ لاہور فون: 81-723160
7223204 7353105

• احمدی احباب کیلئے خصوصی رعایت • بغیر ٹانکے کے
جدید ڈیزائنوں میں زیورات تیار کئے جاتے ہیں
ورائٹی و اعتماد کا نام
سی مد جیولرز
دکان 4 عمر مارکیٹ
ذیلدار روڈ
اچھرہ لاہور
پروپرائیٹرز: شہزاد اسلم، رضوان اسلم

فرحت علی جیولرز
اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ فون: 213158

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے
ہمارے ہاں تشریف لائیں
کیڈیم کیساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات
• زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں کی جاتی
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز
فون دوکان: 212837
گھر: 212175
پروپرائیٹرز: میاں نسیم احمد طاہر
میاں فرید یوسف
اقصیٰ روڈ ربوہ

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم
میں پانچ، دس مرلہ، اور ایک کنال کے چند پلاٹس
اور ربوہ میں پلاٹ اور مکان کی خرید و فروخت
کیلئے تشریف لائیں۔
رابطہ: کہکشاں پراپرٹی سنٹر
کہکشاں کالونی بالمقابل جلسہ گاہ "جدید" ربوہ
فون نمبر: 211842

مہنگائی کے دور میں
احمدی بھائیوں کیلئے خوشخبری
اب
• احمدیہ ٹیلیویژن فری سیٹ کروائیں
• صرف 50 روپے وزٹ چارجز ادا
کریں اور ۱۰۰٪ رزلٹ حاصل کریں
• 8 فٹ کی سپیشل ڈش برائے
احمدیہ ٹیلیویژن پر 15 فٹ کی ڈش کا
رزلٹ حاصل کریں۔
نئی انتظامیہ کے ساتھ
نیو محمود ٹیلیویژن کمپنی
21 - مال روڈ - لاہور
7235175 - 7125089 - 7226508
7355422

دانت مت نکلوائیے
دانت درد کا فوری علاج ممکن ہے
مسوڑھوں کا پھولنا، پائیوریا، دانتوں کو ٹھنڈا گرم پانی لگنا
دانتوں سے خون پیپ کا آنا، مسوڑوں کا پھولنا
دانتوں کا ہلنا۔ تمام امراض کے مستقل
علاج کے لیے تشریف لائیں
فل بیس کے ماہر
دانت جرمن اور لندن کے جدید طریقے سے فکس کئے جاتے ہیں

پرانا اڈہ لاریاں چنیوٹ
میں آپکے پرانے خادم
فون: 331450
بشیر ڈینٹل کلینک چنیوٹ